حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

مئی تا اگست 2016

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

روٹس فار ایکوٹی

حال احوال

تاریخ وار ملکی اور غیر ملکی زرعی خبریں

مئی تا اگست 2016

مدیر

عذرا طلعت سعید

ترجمہ و ترتیب

جنید احمد

رابعہ وسیم

فدا حسین

خالد حیدر

روٹس فار ایکوٹی

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
مخففات	vii
اداریہ	xi
الف۔ ملکی زرعی خبریں	1-86
I زرعی پیداواری وسائل	1-15
زمین	1
پانی	9
کسان/ مزدور	14
II زرعی مداخل	15-22
صنعتی طریقہ زراعت	16
کھاد	19
زرعی مشینری	20
زرتلافی	20
زرعی محصول	22
زرعی قرضے	22
III غذائی، پھل سبزی و اشیاء اور نقد آور فصلیں	23-31
غذائی فصلیں	23
پھل سبزی	25
نقد آور فصلیں	27

IV مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	31-41
مال مویشی	31
ماہی گیری	35
مرغبانی	39
V تجارت	41-54
برآمدات	42
درآمدات	49
VI کارپوریٹ شعبہ	54-56
غذائی کمپنیاں	55
کھادکمپنیاں	56
VII ماحول	57-64
زمین	58
پانی	61
فضا	63
آلودگی، صحت وتحفظ	64
VIII موسمی تبدیلی	64-68
سبز معیشت	65
IX غربت اور غذائی کمی	68-75
غربت	68
غذائی کمی	71
X قدرتی بحران	76-79
بارشیں	77
خشک سالی	78

XI مزاحمت	80-83
زمین	80
پانی	81
مداخل	82
XII بیرونی امداد	84
عالمی بینک	84
XIII پالیسی	84-86
پانی	84
بیج	85
متفرق	85
ب۔ بین الاقوامی زرعی خبریں	87-102
I زرعی پیداواری وسائل	87-89
بیج	87
II زرعی مداخل	89-90
صنعتی طریقہ زراعت	89
قدرتی طریقہ زراعت	89
III غذائی، پھل سبزی و اشیاء اور نقد آور فصلیں	90-91
غذائی فصلیں	90
IV مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی	91-92
مال مویشی	91
ماہی گیری	92
مرغبانی	92

V تجارت	93
درآمدات	93
VI کارپوریٹ شعبہ	93-95
غذائی کمپنیاں	93
VII ماحول	95-96
پانی	95
فضا	96
VIII موسمی تبدیلی	96-97
عالمی حدت	97
خشک سالی	98
جنگلی آگ	99
IX غربت اور غذائی کمی	100-101
غربت	100
X قدرتی بحران	101-102
سیلاب	101
زلزلہ	102

مخففات

CPEC	China Pakistan Economic Corridor
PPP	Pakistan People's Party
BoI	Board of Investment
ADB	Asian Development Bank
NHA	National Highway Authority
BoR	Board of Revenue
MDA	Malir Development Authority
NAB	National Accountability Bureau
PAC	Public Accounts Committee
CDA	Capital Development Authority
GIDC	Gas Infrastructure Development Cess
GST	General Sales Tax
FPCCI	Federation of Pakistan Chambers of Commerce & Industries
PSDP	Public Sector Development Programme
WAPDA	Water and Power Development Authority
SAB	Sindh Abadgar Board
SDPI	Sustainable Development Policy Institute
SIDA	Sindh Irrigation and Drainage Authority
PEDO	Pakhtunkhwa Energy Development Organization
RAW	Research and Analysis Wing
LCCI	Lahore Chamber of Commerce & Industry
IRSA	Indus River System Authority
NBC	National Biosafety Committee
TAC	Tecnical Advisory Committee
NIBGE	National Institute for Biotechnology and Genetic Engineering
CCRI	Central Cotton Research Institute
PARC	Pakistan Agricultural Research Council
NFML	National Fertilizer Marketing Limited
OGRA	Oil & Gas Regulatory Authority

PAAPAM	Pakistan Association of Automotive Parts & Accessories Manufacturers
DAP	Diammonium Phosphate
PFMA	Pakistan Flour Mills Association
SAI	Sindh Abadgar Ittehad
PASSCO	Pakistan Agricultural Storage and Services Corporation
REAP	Rice Exporters Association of Pakistan
SAGP	Sindh Agricultural Growth Project
FCC	Federal Committee on Cotton
KWGA	Karachi Wholesale Grocers Association
PCGA	Pakistan Cotton Ginner's Association
TCP	Trading Corporation of Pakistan
UAF	University of Agriculture Faisalabad
UVAS	University of Veterinary and Animal Sciences
PBIT	Punjab Board of Investment and Trade
FBR	Federal Board of Revenue
CCHF	Crimean-Congo haemorrhagic fever
PFEA	Pakistan Fisheries Exporters Association
SBI	Sindh Board of Investment
PBS	Pakistan Bureau of Statitics
KFHA	Karachi Fisheries Harbour Authority
FAO	Food and Agriculture Organization
WWF-P	World Wide Fund for Nature-Pakistan
PPA	Pakistan Poultry Association
CCP	Competition Commission of Pakistan
FCCI	Faisalabad Chamber of Commerce and Industry
PHDA	Punjab Halal Development Agency
PFVA	All Pakistan Fruit and Vegetable Exporters, Importers & Merchants Association
PHDEC	Pakistan Horticulture Development and Export Company
CEO	Chief Executive Officer
TDAP	Trade Development Authority of Pakistan
WTO	World Trade Organization

APTMA	All Pakistan Textile Mills Association
KCCI	Karachi Chamber of Commerce and Industry
DPP	Department of Plant Protection
ECC	Economic Coordination Committee
GSP Plus	Generalised System of Preferences Plus
EDB	Engineering Development Board
KFC	Kentucky Fried Chicken
IFC	International Finance Corporation
FMO	Netherlands Development Finance Company
NFEH	National Forum for Environment and Health
SEPA	Sindh Envonment Protection Agency
UNEP	United Nations Environment Programme
IUCN	International Union for Conservation of Nature
TCEB	Thar Coal and Energy Board
SECMC	Sindh Engro Coal Mining Company
WWF-P	World Wildlife Fund Pakistan
PKHA	Pakhtunkhwa Highways Authority
UNDP	United Nations Development Programme
EMS	Environmental Monitoring System
KMC	Karachi Municipal Corporation
PSDP	Public Sector Development Programme
NDMA	National Disaster Management Authority
FFC	Federal Flood Commission
WFP	World Food Programme
SDGs	Sustainable Development Goals
USAID	United States Agency for International Development
LDA	Lyari Development Authority
PPP	Public-Private Partnership
OPHI	Oxford Poverty and Human Development Initiative
MPI	Multidimensional Poverty Index
UNICEF	United Nations International Children's Fund
IFAD	International Fund for Agriculture Development

PPAF	Pakistan Poverty Alleviation Fund
PMIC	Pakistan Microfinance Investment Company
PSPA	Punjab Social Protection Authority
BISP	Benazir Income Support Programme
NSER	National Socio - Economic Registry
USF	Universal Service Fund
OCHA	United Nations Office for the Coordination of Humanitarian Affairs
R.O Plant	Reverse Osmosis Plant
DCO	District Coordination Officer
HRW	Human Rights Watch
AMP	Anjuman-e-Muzareen Punjab
PKI	Pakistan Kissan Ittehad
KBP	Kisan Board Pakistan
USDA	US Department of Agriculture
WMO	World Meteorological Organization
IMF	International Monetary Fund

اداریہ

پاکستان نے 2015 میں عالمی سطح پر طے کیے جانے والے پائیدار ترقیاتی اہداف پر دستخط کیے تھے۔ ان 17 اہداف میں انسانی حقوق اور حقوق نسواں کے حصول، صحت مند معاشرے، بھوک اور غربت سے نجات، پائیدار زراعت، حیاتیاتی تنوع کے تحفظ یعنی سمندری حیات، جنگلات اور دیگر قدرتی وسائل اور زرعی نظام کے لیے مفصل حفاظتی تدابیر اور ان کے پائیدار استعمال کے لیے کئی مخصوص اہداف شامل کیے گئے تھے۔ اس حوالے سے اگر اخباری خبروں کا جائزہ لیا جائے تو حکومتی اداروں کی عوام اور ماحول دونوں کے لیے مکمل بے اعتنائی اور بدعنوانی بہت واضح ہے۔

اس سال زرعی شعبے میں بڑھوتری کی شرح میں 0.19 فیصد اور فصلوں کی بڑھوتری میں 6.25 فیصد کمی ہوئی۔ پیداواری مداخل کی بڑھتی ہوئی قیمت جیسے اہم مسئلے کو حل کرنے کی کوشش مختلف اجناس پر حکومتی زرتلافی کی صورت نظر آرہی ہے۔ پیداواری لاگت کو کم کرنے کے لیے زراعت سے منسلک صنعتوں کو زرتلافی یا محصولات میں رعایت دینے کی تدبیریں پیش کی جارہی ہیں۔ مثلاً کہیں یوریا، ڈائی امونیم فاسفیٹ (DAP) کی قیمتوں کو کم کیا جارہا ہے اور کہیں کوئی ادارہ یوریا پر محصولات ختم کرنے کی تجویز دے رہا ہے اور کہیں ٹریکٹروں پر مراعات دینے پر رسہ کشی نظر آتی ہے۔

حکومتی اداروں اور پالیسی سازوں کا سارا زور برآمدات اور زرمبادلہ میں اضافے پر ہے۔ اس نظریہ کے تحت کہیں زیتون کی کاشت میں اضافہ، کہیں حلال گوشت کی صنعت کو فروغ دینے اور کہیں زور چاول اور خوبانی کی برآمد پر ہے اور اسی حکمت عملی کے تحت برآمد پر بھی بھاری زرتلافی دینے کی تجاویز دی جارہی ہیں۔ ملک میں چاول کی پیداوار اور اس کی برآمد میں اضافے کے لیے جنوبی کوریا کی نئی تکنیک پر مبنی بیج کی طرف بھی توجہ مرکوز ہے۔ نت نئی تکنیک کے فروغ کے لیے نئے نئے تربیتی پروگرام تشکیل دیے جارہے ہیں۔ مثلاً کیمیائی صنعتی مرغبانی سے پیش آنے والے مسائل پر الگ الگ گروہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے پائے جارہے ہیں۔ حکومتی سطح پر مرغبانی کے فروغ کے لیے عورتوں کے تربیتی پروگراموں کا آغاز کیا جارہا ہے یہاں تک کہ اسکول کی بچیوں کے لیے مرغبانی کے تربیتی پروگرام پیش کیے

جارہے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کی بے اعتنائی پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے جنہیں یہ نہیں معلوم کہ قدرتی مرغبانی ہر دیہی گھر کا خاصہ تھا اور ہے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ کسان گھرانے زرعی پیداوار کرنا نہیں جانتے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ روایتی کھیتی باڑی وقت مانگتی ہے جبکہ صنعتی زراعت پر مبنی فوری پیداوار حاصل کرنے کا طرز عمل دراصل بربادی کا ایسا چکر ہے جو ناصرف زرعی پیداوار کو مصنوعی کھاد کا محتاج کرتا ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ کیڑے مکوڑوں کے حملے کو شدت دیتا ہے اور زمین کو بانجھ کرتے ہوئے پیداوار میں شدید کمی بھی لاتا ہے، ناصرف یہ سب کچھ بلکہ محدود قدرتی وسائل کو بھی برباد کرتا جارہا ہے۔ 1960 میں متعارف کرایا گیا سبز انقلاب اس شیطانی چکر کی ابتدا تھی جس کے نتیجے میں بہت بڑے پیمانے پر پاکستان کی زرخیز زمینیں بنجر ہوگئی ہیں۔ زمین کی زرخیزی کو بحال رکھنے والا گوبر اور ہری کھاد اب ناپید ہوتی جارہی ہے۔ ایک طرف زرعی زمین کم ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے چارے کی پیداوار گھٹ رہی ہے اور دوسری طرف فصلوں کے فضلے یا گھاس پھوس اور پتوں پر مبنی قدرتی سبز کھاد کو اب بائیو گیس پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

صنعتی کیمیائی پیداوار قدرتی وسائل پر منافع کے حصول کے لیے قابض ہوتی جارہی ہے اور چھوٹے، بے زمین کسان و مزدور غربت کی دلدل میں دھنستے جارہے ہیں۔ دوسری طرف اسی صنعتی کیمیائی طرز پیداوار کا تحفہ موسمی بحران بھی ہے جو نت نئی بیماریاں پیدا کرکے مال مویشی، فصلوں اور انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ خشک سالی، شدید گرمی کی لہر اور جنگلی آگ زرعی پیداوار اور آبادیوں کو تباہ کرکے کسانوں اور عوام کے مسائل میں اضافہ کررہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حیاتیاتی تنوع کی بقا مشکل سے مشکل تر ہوتی جارہی ہے۔ خیبر پختونخوا میں گرمی کی شدت سے شہد کی مکھیوں میں کمی اور اس سال سندھ میں آنے والی گرمی کی شدید لہر پاکستان کے علاوہ دنیا کے دیگر حصوں میں شدید گرمی، جنگلی آگ اور خشک سالی موسمی بحران سے ہونے والی تباہی کا ہی نتیجہ ہے۔

مزدور کسان کے لیے یہ نقطہ اہم ہے کہ برآمدات میں اضافے کے لیے تاجر طبقے کے لیے کئی طرح کی تدابیر اور آسانیاں پیش کی جارہی ہیں لیکن زراعت سے جڑی آبادیوں کی بہتری یا ان کے حقوق کے لیے حکمت عملی کی خبر کہیں نظر نہیں آتی۔ انتہا تو یہ ہے کہ پچھلے دو سال سے گوداموں میں پڑی

گندم برآمد کرنے کے لیے حکومت پاکستان 120 ڈالر فی ٹن مراعات دینے کو تیار ہے مگر ایسی کوئی پالیسی نہیں کہ جس میں عوام کے لیے خوراک کی خریداری پر محصولات میں چھوٹ دی جائے۔ عوام اور مزدور کسان کو یہ گندم مفت تو دور کی بات سستے داموں ہی فراہم کرنے کے لیے کوئی سوچ بچار نظر نہیں آتی جو ملک میں غذائی کمی سے نمٹنے کا سبب بن سکے۔ یہ سب کچھ اس تناظر میں ہے کہ جب بلوچستان کے 83.4 فیصد گھرانے، سندھ کے 70.8 فیصد، خیبر پختونخوا کے 67.4 فیصد اور پنجاب کے 65.6 فیصد گھرانے غذائی کمی کا شکار ہیں۔ مزید یہ کہ پانچ سال سے کم عمر کے 9.9 ملین پاکستانی بچے نشوونما میں کمی کے شکار ہیں ہے جو کہ بھارت اور نائیجریا کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔

کسان آبادیوں کی مشکلات کا مزید اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی پیداوار کی قیمت وصول کرنے کے لیے سخت پریشان ہیں۔ گنے کے کاشتکار جو 840 ملین روپے کے بقایاجات کے لیے کورٹ کچہری کے چکر کاٹ رہے ہیں سخت دشواری کا شکار ہیں۔ کپاس کے کاشتکاروں کے لیے اگر پھٹی کی فی من قیمت 3,000 روپے مقرر کی بھی گئی تو یاد رہے کہ گزشتہ سال کپاس اگانے والے کسانوں نے گلابی سنڈی اور دیگر بیماریوں کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر نقصان اٹھایا تھا۔ پھٹی کی قیمت مقرر کرنا اس سال کسانوں کو پھر سے کپاس کی کاشت کی طرف راغب کرنے کا ایک حربہ ہے۔ یہ نقطہ بھی اہم ہے کہ پھٹی چننے والی زرعی مزدور عورتوں کے کے روزگار کے تحفظ کے لیے نہ تو کوئی رقم مختص کی گئی اور نہ ہی ان عورتوں پر مضر صحت زہر آلود مواد کے چھڑکاؤ سے پڑنے والے اثرات پر کوئی تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ یہ نقطہ بھی اہم ہے کہ یوریا اور DAP (ڈی اے پی) پر فراہم کردہ مراعات دراصل کسان کے لیے نقصاندہ ہیں نا کہ فائدہ مند۔ کیمیائی کھاد چاہے ڈی اے پی کی شکل میں ہو یا یوریا کی شکل میں زمین کی زرخیزی کو تباہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ مراعات کسان کو دی جاتی ہے لیکن حکومت اپنی آمدنی سے کھاد کی صنعت کو مکمل قیمت ادا کرتی ہے یہ سوچنے کے لیے اہم ترین نقطہ ہے کہ ایک طرف کھاد کی کمپنیوں کے منافع میں کئی گنا اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے جبکہ چھوٹا کسان قرض کے بوجھ تلے دبتا جارہا ہے۔

بے زمین ہاری اور مزدور اس حال میں ہیں کہ ایک بار پھر بدین سے جبری مشقت کے شکار مزدوروں کو، جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں، عدالتی حکم پر رہا کروایا گیا۔ اسی طرح ماہی گیری سے

منسلک مزدوروں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں پر کوئی حکومتی کردار نظر نہیں آتا۔ ماہی گیر اگر غلطی سے بھی غیر ملکی پانی میں چلے جائیں تو اکثر کئی سال دیارِ غیر میں جیل کی مشقت سہتے ہیں اور رہا کر بھی دیے جائیں تو ان کے روزگار کی ظامن کشتیوں کو ضبط کر کے بے روزگاری و بے بسی کے عالم میں واپس وطن بھیج دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ان کے روزگار پر کھلا ڈاکا ڈالا جارہا ہے اور غیر ملکی ٹرالروں، دریائی مچھلی کے شکار پر بھتہ خوری جیسے جرائم اور دیگر بدعنوانیوں پر کوئی روک ٹوک نہیں کی جارہی۔ متعلقہ محکمہ وسائل کی کمی اور نرم قوانین کی وجہ سے غیر قانونی مچھلی کے شکار کو روکنے سے قاصر ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر ماہی گیر اپنے وراثتی پیشے کو چھوڑنے پر مجبور کیے جارہے ہیں۔ حد یہ ہے کہ اینگرو کارپوریشن اور کچھ تو ورلڈ وائیڈ فنڈ جیسے ماحول دوست نجی ادارے ماہی گیروں کو متبادل روزگار فراہم کرنے کے لیے ''جدوجہد'' کررہے ہیں۔ جدوجہد تو اس نقطہ پر ہونی چاہیے تھی کہ ماہی گیروں کے پیشے کا تحفظ اور ان کے بہتر روزگار کا حصول یقینی بنایا جائے ناکہ انہی کو متبادل روزگار کی طرف دھکیلا جاتا۔ یوں تو صنعتی ترقی پر اتنا زور دیا جارہا ہے لیکن اگر اس شعبہ میں بھی مزدوروں کے حال پر نظر دوڑائی جائے تو المناک واقعات اس نام نہاد ترقی کے دعوی کی قلعی کھولتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً کراچی کے صنعتی علاقہ کورنگی میں پانچ مزدور ٹینک کی صفائی کرتے ہوئے زہریلے مواد کی موجودگی سے جاں بحق ہوگئے۔

ملک میں سرمایہ دار دوست پالیسیوں کے نتیجے میں بڑھتی ہوئی غربت اور بھوک سے نمٹنے کے لیے اب ایک اور ڈھونگ رچایا جارہا ہے جس کے تحت امریکی امدادی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (USAID) نے پاکستان کو 21 ملین ڈالر غذائی امداد دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس امداد کے تحت حکومت پاکستان ملک میں موجود گندم کو آٹے کی شکل میں پیس کر اس میں خاص مصنوعی غذائی اجزاء شامل کررہی ہے جو ''غریبوں'' کو فراہم کیا جائے گا۔ یہ غذائیت ملا آٹا ان قبائلی علاقہ جات میں بھی تقسیم کیا جارہا ہے جہاں پر گزشتہ کئی سالوں سے پاکستانی فوج امریکی ایماء پر ''دہشت گردوں'' کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف ہے۔ کمال یہ ہے کہ پاکستان میں موجود گندم میں ہی اضافی غذائیت شامل کرنے کے لیے امداد فراہم کی جارہی ہے جو دراصل غیر ملکی کیمیائی زرعی کمپنیوں کے لیے ایک منافع بخش منڈی ہے۔ کارگل کمپنی جو اجناس کی تجارت کرنے والی ایک دیوہیکل کمپنی ہے، آٹے ملوں کو یہ مخصوص ٹیکنالوجی فراہم کرتی

ہے جس کے ذریعے زنک، فولاد اور دیگر اجزاء کو آٹے میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس طرح بین الاقوامی اجناس کمپنیوں نے منافع کمانے کے لیے مزید نت نئے طریقے ایجاد کر لیے ہیں جو کہ کہنے کو تو غربت اور بھوک سے نمٹنے کے لیے کیے جا رہے ہیں لیکن دراصل عوام کے اور کسان کے لیے مزید مسائل پیدا کررہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ غذا میں ان ضروری اجزاء کی کمی یوریا اور ڈی اے پی کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ قدرتی طریقہ زراعت میں پودوں اور فصلوں کی جڑیں خود بخود زمین سے یہ اجزاء حاصل کر کے توانائی فراہم کرتی ہیں لیکن مصنوعی بیجوں کی جڑیں ایسا نہیں کرتیں اور اس طرح غذا میں مائیکرو نیوٹرنٹ (micronutrient) کمی کی شرح بہت بڑھ گئی ہے۔ یعنی صنعتی زراعت کہنے کو تو خوراک کی پیداوار بڑھاتی ہے لیکن دراصل اس کے معیار کو کم سے کم کر کے غذائی توانائی کے کاروبار کو کو بڑھاوا دیتی ہے اور اس طرح نئی اشیاء کو منڈی میں بیچنے کے لیے نئے دروازے کھولتی جاتی ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ پاکستان میں ہر تین میں سے دو گھرانے غذائی کمی کا شکار ہیں۔

یہ نقطہ بھی اہم اور قابل غور ہے کہ ایک طرف محنت کش عوام سخت بھوک کا شکار ہے اور دوسری طرف اسی ملک میں غیر ملکی مہنگی ترین تیار شدہ کھانے فروخت کرنے والی دکانیں اپنے قدم جما رہی ہیں۔ یعنی کے ایف سی اور مکلاڈ ونلڈ جیسے کم غذائیت اور فروغ بیماری کے ضامن والے کھانے فروخت کرنے والے کاروباروں کے علاوہ اب مزید نئے برانڈز مثلاً Heff's Burger (ہیفس برگر) نے پاکستان میں دس ایسی دکانیں کھولنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

حکمرانوں کی جانب سے عوام کے مسائل کے لیے جو حل پیش کیا جاتا ہے وہ لے دے کر ان کو خیرات دینے کا نظریہ ہی ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو مزید وسیع کیا جا رہا ہے جس کے تحت 5.3 ملین عورتوں کو ہر تین ماہ بعد 4,700 روپے کا وظیفہ دیا جاتا ہے جو کل آبادی کا بمشکل تین فیصد ہے۔ اس کے علاوہ دیگر قرض اسکیموں کے ذریعے، پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ کے مختلف منصوبوں کے ذریعے ''عوام کی بہتری'' کے لیے پروگرام جاری ہیں۔ ان میں سے کئی پروگرام میں سارا زور غیر ملکی اشیاء کی منڈی کھولنے پر ہے نا کہ عوامی بہتری پر۔ مثلاً برقی تجارت (ای کامرس) کو فروغ دینے کے لیے 30,000 اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کی تربیت تو دی جائے گی لیکن کہیں بھی خود انحصاری کو فروغ نہیں

دیا جارہا۔ زمینی بٹوارے جیسے اہم ترین معاملے پر پالیسی سازی کا کہیں ذکر نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اگر کہیں کسان گروہ زمینی حقوق مانگنے کے لیے صرف مظاہرہ کرتے ہوئے بھی پائے جاتے ہیں تو ان کے خلاف سخت ترین تشدد کا راستہ اختیار کیا جارہا ہے۔ ایک طرف کہا جارہا ہے کہ زمین کم ہوتی جارہی ہے اور دوسری طرف غیر ملکی تجارتی منصوبوں اور منافع خور کمپنیوں کو ہزاروں ایکڑ زمین فراہم کی جارہی ہے۔ کم زمین اور بڑھتی آبادی کو بنیاد بنا کر جدید کیمیائی صنعتی طرز پیداوار کو فروغ دیا جارہا ہے جو چھوٹے کسان سے اس کا روزگار چھیننے اور سرمایہ داری کی بنیاد پر صنعتی زراعت کے ذریعے پیداوار پر مکمل قبضے کی کوشش کی جارہی ہے۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انسانی حقوق، کسان حقوق کی پامالی نیولبرل پالیسیوں کے فروغ کی وجہ سے ہے۔ ملکی اور غیر ملکی خبریں کھلا ثبوت ہیں کہ دنیا کے ہر کونے میں منڈی کے اتار چڑھاؤ کی بنیاد پر پالیسی سازی کی جاتی ہے۔ اگر امریکہ جینیاتی غذا کی برآمد پر روک ٹوک لگاتا ہے تو اس کی وجہ مقامی منڈی میں طلب میں اضافہ ہے نا کہ انسانی صحت۔ دیوہیکل کمپنیاں ہر ملک میں مقامی وسائل پر قبضہ کرتی نظر آرہی ہیں چاہے وہ نیسلے کمپنی کا فلپائن میں کاروبار کو مزید بڑھانا ہو یا پھر مونسانٹو کا بھارت کی بیج منڈی میں اپنی من مانی کرنا۔

صنعتی پیداوار کے نتیجے میں بڑھنے والے اس بحران کا اثر کئی ممالک میں واضح نظر آرہا ہے۔ امریکہ جیسے امیر ترین ملک میں بھی اعداد وشمار غربت میں اضافہ بتا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ موسمی بحران بھی شدید تباہ کاریوں کی وجہ بنتا جارہا ہے۔ بنگلہ دیش میں سمندری طوفان، انڈونیشیاء میں شدید بارشیں و طوفان، سوڈان سمیت افریقہ میں بھی تیز بارشوں اور سیلاب کی خبریں سامنے آئی ہیں۔ صنعتی پیداوار سے ماحول اور حیاتیاتی تنوع کی تباہی چاہے پاکستان ہو یا دنیا کا کوئی اور ملک، تیزی سے جاری ہے۔ پاکستان میں چین پاکستان اقتصادی راہداری (CPEC) کا معاہدہ حیاتیاتی تنوع کی بقاء کے لیے سنگین اندیشے لیے ہوئے ہے۔ شاہراؤں کی تعمیر اور دیگر ضروریات کے لیے پاکستان میں درختوں کی کٹائی تیزی سے جاری ہے اور ماحولیات پر نگہبانی کرنے والے اداروں میں وسائل کی کمی اور بدعنوانی دونوں مسائل پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیرون ملک بھی اس معاملے پر غیر ذمہ داری نظر آرہی ہے۔ مثلاً

امریکی ریاست واشنگٹن میں غیر منظور شدہ جینیاتی گندم کے پودے اگتے ہوئے پائے گئے۔ اسی طرح کے واقعات پہلے بھی سامنے آ چکے ہیں جو حیاتیاتی تنوع کی بقاء کے لیے نہایت خطرناک ہیں کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ جینیاتی بیج ماحول میں حادثاتی طور پر پھیل گیا ہے اور یہ دیگر قدرتی فصلوں میں آلودگی پھیلا سکتا ہے۔ یہ نقطہ قابل غور ہے کہ 108 نوبل انعام یافتہ اراکین نے ایک کھلے خط پر دستخط کیے ہیں جس میں کسان اور ماحول دوست تنظیموں کی جینیاتی فصلوں کے خلاف تحریکوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کسان گروہ اور عوام کسی غذا کو قبول کرنے سے انکار کررہے ہیں تو پھر ان کی خواہشات کو فوقیت کیوں نہیں دی جارہی؟ کیا نوبل پرائز حاصل کرنے والے لاکھوں کسانوں اور عوام پر فوقیت رکھتے ہیں؟

آخر میں یہ لکھنا غلط نہ ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی خطے سے آسودگی، خوشحالی اور بہتر روزگار کا ذکر نہیں آتا۔ اقتصادی یا موسمی بحران کی خبریں بڑھتی جارہی ہیں۔ ہم عوام، تیزی سے ماحول اور کرہ ارض کی بربادی کی طرف جارہے ہیں۔ ان حالات سے نمٹنے کے لیے دولت و پیسے کی حوص چھوڑ کر دور اندیشی پر مبنی ایسی پالیسی سازی ہی بہتری کے راستے فراہم کرسکتی ہے جس کی تشکیل اور نفاذ میں عوام کا کلیدی کردار فوقیت رکھتا ہو۔

الف۔ملکی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

زمین

- چین پاکستان اقتصادی راہداری

1 مئی: سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے CPEC (سی پی ای سی) نے مغربی راستے کی تعمیر کے حوالے سے اسلام آباد کی عدم دلچسپی پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مغربی راستے کے لیے رقم جاری نہ کرنا وفاقی حکومت کی عدم توجہی کا ثبوت ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) کے سینٹر روزی خان کا کہنا تھا کہ سوائے کاغذی کاروائی کے مغربی راستے پر عملاً کوئی کام نہیں کیا جارہا اور نہ ہی زمین کے حصول کے لیے کوئی رقم جاری کی گئی ہے۔ (ڈان، 2 مئی، صفحہ 5)

3 مئی: وزارت منصوبہ بندی و ترقی کے مطابق وفاقی وزیر احسن اقبال نے گزشتہ ہفتے چین میں دو اہم شاہراہوں کی تعمیر کے لیے 4.2 بلین ڈالر کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ یہ شاہراہیں مشرقی راستے سے وابسطہ ہیں۔ معاہدے کے تحت چین 1.3 بلین ڈالر کا رعایتی قرضہ 120 کلومیٹر طویل تھا کوٹ تا حویلیاں شاہراہ کے لیے (جو قراقرم ہائی وے-II کا حصہ ہے) اور 2.9 بلین ڈالر 392 کلومیٹر لاہور تا کراچی موٹروے کے ملتان تا سکھر حصے کے لیے دے رہا ہے۔ سی پی ای سی پر کی جانے والی 46 بلین ڈالر کی سرمایہ کاری میں سے 11.5 بلین ڈالر شاہراہوں کی تعمیر اور ریلوے کے لیے تعمیراتی کاموں کے لیے مختص ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 10)

5 مئی: ایک خبر کے مطابق بلوچستان اسمبلی نے سی پی ای سی کے مغربی راستے پر کام شروع نہ ہونے کے معاملے پر بحث کے لیے قرارداد منظور کی ہے۔ ایوان میں قائد حزب اختلاف مولانا عبدالواسع کا کہنا تھا

کہ وفاقی حکومت مشرقی راستے کے لیے ٹھیکے اور تعمیر کے لیے رقم بھی جاری کررہی ہے لیکن مغربی راستے کونظر انداز کیا جارہا ہے۔ (ڈان، 6 مئی، صفحہ 7)

6 مئی: سینٹ کی خصوصی کمیٹی برائے سی پی ای سی کے اجلاس میں ارکان نے منصوبوں کے منظور شدہ راستوں کے مختلف حصوں، ریل راستوں کے مختلف حصوں کی تکمیل کے بارے میں سوالات اٹھائے ہیں۔ اجلاس کے دوران سینیٹر عتیق شیخ نے سیکریٹری منصوبہ بندی و ترقی سے کہا کہ ان شخصیات اور وزارتوں کو واضح کریں جو ان تمام منصوبوں سے منسلک ہیں۔ انہوں نے قرضوں اور ان پر شرح سود کے حوالے سے بھی سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ چین کی حکومت منصوبہ مکمل ہونے کے بعد پاکستانی حکومت کو ٹیکس ادا کرے گی یا نہیں؟ ان سوالات کے جواب میں سیکریٹری منصوبہ بندی وترقی کا کہنا تھا کہ یہ وزارت پانی و بجلی اور وزارت خزانہ کی ذمہ داری ہے جس پر کمیٹی نے ان دونوں وزارتوں کو آئندہ اجلاس میں شمولیت کی ہدایت کی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 7 مئی، صفحہ 1)

12 مئی: ایگزیکٹو ڈائریکٹر جنرل بورڈ آف انویسٹمنٹ (BoI) ڈاکٹر رعنیہ احسن نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلا خصوصی اقتصادی زون گوادر میں اقتصادی راہداری منصوبہ کے تحت تعمیر ہوگا۔ حکومت نے اب تک ایسے 29 خصوصی اقتصادی زونز کی نشاندہی کرلی ہے جبکہ سندھ میں تین ایسے زونز کی نشاندہی پہلے ہی کی جاچکی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 13 مئی، صفحہ 3)

14 مئی: اسپیکر خیبر پختونخوا اسمبلی اسد قیصر نے مانسہرہ میں اپنی جماعت کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کے پی کے حکومت راہداری منصوبے کے خلاف نہیں۔ تحریک انصاف صرف ہزارہ تک ایک سڑک نہیں چاہتی بلکہ صنعتی زون، بلاتعطل بجلی، ریل پٹریاں، مائع قدرتی گیس اور آپٹک فائبر کی لائنیں اور ڈیم بھی چاہتی ہے۔ راہداری منصوبے پر کاشغر، ہزارہ، فتح جنگ اور میانوالی میں کام جاری ہے لیکن مغربی علاقوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 15 مئی، صفحہ 2)

16 مئی: سابق اسپیکر سندھ اسمبلی اور اقوام متحدہ میں پاکستان کے نمائندے عبداللہ ہارون نے کہا ہے کہ سی پی ای سی منصوبہ سندھ کے لیے مفید نہیں کیونکہ وفاقی حکومت صوبے کو نظرانداز کر رہی ہے۔ عبداللہ ہارون کا مزید کہنا تھا کہ ''ہمیں کہا جا رہا ہے کہ منصوبے کے تحت بہت سرمایہ کاری ہو رہی ہے لیکن ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کہ یہ سرمایہ کاری کہاں ہو رہی ہے اور اس سرمایہ کاری سے سندھ کو کتنا حصہ ملے گا؟''۔ انہوں نے کراچی، عمر کوٹ اور سندھ کے دیگر علاقوں میں بے قابو آبادکاری خصوصاً افغانیوں کی آبادکاری پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر ہم نے صورتحال کی سنگینی کا ادراک نہ کیا تو ہم اقلیت میں تبدیل کر دیے جائیں گے''۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 5)

6 جون: سینٹ کی خصوصی کمیٹی برائے سی پی ای سی نے منصوبے کے مغربی راستے پر تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اپنی رپورٹ ایوان بالا میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اجلاس کے بعد ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے PPP (پی پی پی) کے سینٹر فرحت اللہ بابر نے کہا ہے کہ حکومت مغربی راستے کے بارے میں غلط بیانی سے کام لے رہی ہے۔ حکومت نے مغربی راستے کے لیے صرف ایک یا دو لین شاہراہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ مشرقی راستے کے لیے چھ لین پر مشتمل شاہراہ منصوبے میں شامل ہے۔ تحریک انصاف کے سینٹر نعمان وزیر خٹک نے سوال اٹھایا ہے کہ گوادر بندرگاہ کے فعال ہونے کے بعد 55,000 کنٹینرز راہداری پر سفر کرینگے اور ہر ایک منٹ پر خام تیل کا ٹینکر گوادر سے نکلے گا۔ کیا مغربی راستہ اس بھاری آمدورفت کو برداشت کرنے کے قابل ہوگا؟ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت کے علم میں نہیں کہ کتنی چنگی (ٹول ٹیکس) سی پی ای سی سے جمع ہوگا اور کتنا چین کے حصے میں جائے گا۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 5)

20 جون: ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) نے سی پی ای سی منصوبے میں سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی ظاہر کی ہے لیکن اس حوالے سے بینک کو اب تک وفاقی حکومت کی جانب سے کوئی باضابطہ درخواست موصول نہیں ہوئی۔ بینک کے نائب صدر وینکائی زہینگ (Wencai Zhang) نے کہا ہے کہ سی پی ای سی اور

خصوصی اقتصادی زون کے لیے بڑے پیمانے پر سرمائے کی ضرورت ہے جس کے لیے بینک پاکستان اور چین کی معاونت کرسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 10)

15 جون: سینٹ میں وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے اس تاثر کی تردید کی ہے کہ حکومت راہداری منصوبے کے مغربی راستے کو نظرانداز کررہی ہے۔ وفاقی وزیر نے ایوان کو یقین دہانی کروائی کہ حکومت 2018 تک مغربی راستے کی تکمیل کے لیے پرعزم ہے۔ سینٹ کی خصوصی کمیٹی برائے سی پی ای سی نے تاج حیدر کی قیادت میں ایک رپورٹ ایوان میں پیش کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ راہداری کا مغربی راستہ حکومت کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے جیسا کہ وزیر اعظم نے وعدہ کیا تھا۔ (ڈان، 16 جون، صفحہ 9)

27 جون: چیئرمین نیشنل ہائی وے اتھارٹی (NHA) شاہد اشرف تارڑ نے سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے مواصلات میں انکشاف کیا ہے کہ (ADB) اے ڈی بی نے سی پی ای سی کے مغربی راستے پر سرمایہ کاری کرنے سے انکار کردیا ہے اور حکومت کو مغربی راستے کے لیے متبادل انتظام کرنا پڑے گا۔ NHA (این ایچ اے) کمیٹی اراکین کو مغربی راستے کے لیے مختص رقم اور تعمیر کے حوالے سے مطمئن کرنے میں ناکام رہی۔ سینٹ ارکان کا کہنا تھا کہ رواں مالی سال مغربی راستے کے لیے تین بلین روپے مختص کیے گئے تھے لیکن ایک پیسہ بھی جاری نہیں کیا گیا جو مغربی راستے کی تعمیر کے لیے حکومتی دلچسپی کو ظاہر کرتا ہے۔ کمیٹی کے رکن سینٹر محمد عثمان خان کاکڑ نے کہا کہ حکومت اور وزیر منصوبہ بندی مغربی راستے کے حوالے سے قوم کو گمراہ کررہے ہیں۔ سینٹر کامل علی آغا نے بھی مغربی راستے پر ہونے والی پیش رفت پر سخت تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ وفاق کی سالمیت کے لیے خطرہ ہوسکتا ہے''۔ (بزنس ریکارڈر، 28 جون، صفحہ 1)

پنجاب:

17 مئی: ایگزم بینک آف چائنہ نے لاہور اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبے کے لیے 331.08 ملین ڈالر

(تقریباً 33 بلین روپے) کی پہلی قسط جاری کردی ہے۔ وزیر اعلی پنجاب کے مشیر خواجہ احمد حسان نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ چین کی جانب سے اس منصوبے کے لیے رقم کا اجراء وزیر اعظم اور وزیر اعلی کی قیادت پر اعتماد کا اظہار ہے۔ (ڈان، 18 مئی، صفحہ 2)

2 جون: لاہور ہائی کورٹ نے حکومت پنجاب سے اورنج لائن میٹرو ٹرین منصوبے کے لیے چینی بینک سے حاصل کیے گئے قرضے کی تفصیلات طلب کرلی ہیں۔ درخواست گذار کے مطابق حکومت نے چینی بینک سے انتہائی بلند شرح سود پر بغیر تحقیق کیے قرض لیا ہے۔ حکومت نے اے ڈی بی سے 0.75 فیصد شرح سود پر ملنے والے قرضے کو مسترد کرکے چین کے ایگزم بینک سے چھ فیصد شرح سود پر قرض لیا ہے۔ حکومت کی جانب سے قرض لینے کے لیے بین الاقوامی منڈی کا بھی جائزہ نہیں لیا۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 2)

خیبر پختونخوا:

14 جولائی: وزیر اعلی خیبر پختونخوا کی زیر صدارت ہونے والے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ حکومت صوبے بھر میں سی پی ای سی پر کام کرنے والوں کی حفاظت کے لیے 9,000 محافظوں کا دستہ تیار کرے گی جو خصوصاً چینی انجینئروں اور مزدوروں کی حفاظت کرے گا۔ اجلاس کے بعد جاری کیے گئے بیان کے مطابق راہداری منصوبے پر تقریباً 12,000 چینی کام کررہے ہیں۔ (ڈان، 15 جولائی، صفحہ 7)

- زمینی قبضہ

سندھ:

19 مئی: وزیر اعلی سندھ سید قائم علی شاہ نے ایک اجلاس میں بورڈ آف ریونیو (BoR) کو کراچی میں غیر قانونی طور پر قبضہ کی گئی 66,000 ایکڑ زمین کا سروے تیز کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ کراچی ڈویژن میں 900,221 ایکڑ سے زیادہ سرکاری زمین تھی جس میں سے 60,000

ایکڑ زمین مختلف صوبائی، وفاقی اداروں اورتعمیری کمپنیوں کے قبضے میں ہے جبکہ 6,000 ایکڑ زمین نجی افراد کے قبضے میں ہے۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 17)

25 مئی: سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے ادارہ ترقیات ملیر (MDA) کی جانب سے بحریہ ٹاون کو دی جانے والی زمین پر قومی احتساب بیورو (NAB) کی عبوری تحقیقاتی رپورٹ کو غیرتسلی بخش قرار دیتے ہوئے حکم دیا ہے کہ ادارہ دو ماہ میں اپنی رپورٹ مکمل کرکے عدالت میں پیش کرے۔ MDA (ایم ڈی اے) کے خلاف یہ درخواست شہری حقوق کے لیے کام کرنے والی ایک تنظیم نے دائر کی تھی جس میں موقف اختیار گیا ہے کہ ادارے نے غیر قانونی طور پر بحریہ ٹاون کو زمین فراہم کی ہے۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 17)

1 اگست: سپریم کورٹ نے بحریہ ٹاؤن کراچی کو ایم ڈی اے کی جانب سے غیر قانونی طور پر منتقل کردہ سرکاری زمین پر ہرقسم کے ترقیاتی کام سے روک دیا ہے اور NAB (نیب) کو دو ماہ میں سرکاری زمین کی منتقلی سے متعلق تحقیقات مکمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (ڈان، 2 اگست، صفحہ 1)

پنجاب:

17 مئی: وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثارعلی خان نے اسلام آباد میں رہائشی کالونیوں کی تعمیر کے لیے زمین کے حصول پر پابندی عائد کردی ہے۔ وزارت داخلہ کے ایک عہدیدار کے مطابق بارہ کہو میں رہائشی کالونی کے لیے دفعہ چار کے تحت زمین کا حصول منسوخ کرنے اور اس حوالے سے تحقیقات کا حکم دیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 18 مئی، صفحہ 4)

27 مئی: پبلک اکاونٹس کمیٹی (PAC) نے ادارہ ترقیات اسلام آباد (CDA) کو کہا ہے کہ بحریہ انکلیو کی طرف سے (کری گاؤں میں) قبضہ کی گئی 2.3 بلین روپے مالیت کی زمین کی تشخیص کرے اور زمین واگزار کرائے۔ CDA (سی ڈی اے) کی 14-2013 کی جانچ پڑتال (آڈٹ) رپورٹ میں نشاندہی کی

گئی تھی کہ بحریہ انکلیو نے 1,542 کنال سرکاری زمین پر قبضہ کیا ہے۔ رپورٹ میں بھی نشاندہی کی گئی تھی کہ 2012 میں بحریہ انکلیو کو زمین خالی کرنے کے لیے آخری نوٹس بھی بھیجا گیا تھا لیکن اس کے بعد اس معاملے کو نظرانداز کردیا گیا۔ (ڈان، 26 مئی، صفحہ 4)

5 جون: پی پی پی کے مرکزی رہنماؤں نے اوکاڑہ ملٹری فارم اور ضلع کے دیگر سرکاری فارم کے کسانوں کو یقین دہانی کروائی ہے کہ پارٹی کسانوں کی آواز ایوان میں اٹھائے گی۔ پی پی پی پنجاب کے رہنماؤں ندیم افضل چن اور رانا فاروق سعید نے اوکاڑہ فارم کے دورے کے موقع پر جمع ہونے والے سینکڑوں کسانوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران خود جب جزب اختلاف میں تھے کسانوں کے موقف کی حمایت کرتے تھے اور اب انہیں غریب کسانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 10)

گلگت بلتستان:

7 مئی: وفاق نے دیامر بھاشا ڈیم کی زمین حاصل کرنے کے لیے ضلع دیامر میں، جہاں بعض مکین اپنی زمین خالی کرنے کے لیے تیار نہیں، رینجرز متعین کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ اسلام آباد میں وفاقی وزیر امور کشمیر و گلگت بلتستان چودھری برجیس طاہر کی صدارت میں ہونے والے ایک اجلاس کے دوران کیا گیا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ ڈیم کے لیے مطلوبہ 90 فیصد زمین حاصل کرلی گئی ہے لیکن کچھ لوگ معاوضہ لینے کے باوجود زمین خالی کرنے پر تیار نہیں اور مقامی پولیس کارروائی کرنے سے قاصر ہے اس لیے زمین خالی کروانے کے لیے رینجرز کی مدد لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ (ڈان، 8 مئی، صفحہ 5)

- زمینی اصلاحات

2 مئی: ایک مضمون کے مطابق دیہات میں مسلسل بڑھتی ہوئی غربت چھوٹے اور بے زمین کسانوں،

چھوٹے پیمانے پر مال مویشی پالنے والوں اور زرعی شعبے سے منسلک مزدوروں کو متاثر کررہی ہے جس کی ایک وجہ زرعی شعبے کی بڑھوتری میں کمی ہے۔ غالبًا ایک اہم ترین وجہ یہ ہے کہ دیہات میں رہنے والوں کے پاس زمین اور پیداواری وسائل پر ملکیت اور اختیار نہیں ہے۔ یہاں بے زمینی کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک زمین کی غیر منصفانہ تقسیم اور دوسری کسانوں کو ٹھیکے پر ملنے والی زمین کا رقبہ کم ہوتا جا رہا ہے کیونکہ زمیندار اب مشینری اور اجرتی مزدوروں کی طرف منتقل ہورہے ہیں۔ ہمارے پاس براہ راست کوئی اعداوشمار نہیں ہیں کہ ملک میں کون کتنی زمین کا مالک ہے کیونکہ صوبائی لینڈ کمیشن زمین کی ذاتی ملکیت کے اعدوشمار شائع نہیں کرتا اور نہ ہی عوام کو اس تک رسائی کی اجازت دیتا ہے۔ (محمود حسن خان، ڈان، 2 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

- زمینی تقسیم

3 مئی: حکومت پنجاب نے کھیوڑہ میں 10,000 رہائشیوں کو باضابطہ طور پر 12,000 کنال زمین کے ملکیتی حقوق دے دیے ہیں۔ صوبائی وزیر برائے کان کنی اور معدنیات چودھری شیر علی خان نے زمین کے کاغذات کھیوڑہ میونسپل کمیٹی کی جانب سے منعقد کی گئی تقریب میں رہائشیوں کے حوالے کیے۔ کھیوڑہ کے رہائشوں کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا جسے وزیراعلی شہباز شریف نے تسلیم کرتے ہوئے متعلقہ حکام کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس مطالبے پر فوری عملدرآمد کو یقینی بنائے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 مئی، صفحہ 5)

- جنگلات

مینگروز:

26 مئی: سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے موسمی تبدیلی نے کراچی کے ساحلی علاقے کا دورہ کرکے زمین مافیا کی طرف سے مینگروز کے درختوں کی کٹائی پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ قبضہ مافیا سندھ کے قدرتی وسائل ختم کرنے پر تلا ہے۔ مینگرو ایک اہم درخت ہے جو سمندری آفات کو روکنے میں مدد کرتا

ہے۔ کمیٹی نے محکمہ تحفظ ماحولیات سندھ (SEPA) کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرے۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 19)

پانی

- آبپاشی

7 مئی: سندھ آبادگار بورڈ (SAB) کے رہنماؤں نے حیدرآباد پریس کلب میں نہری نظام کی خستہ حالی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر اس مسئلے پر سنجیدگی سے توجہ نہ دی گئی تو نہری نظام مکمل طور پر تباہ ہوجائے گا۔ نہری نظام کے لیے خطیر بجٹ مختص کیا جاتا ہے لیکن متعلقہ محکمہ نہروں کی مرمت کا کوئی کام نہیں کرتا اور سارا پیسہ بدعنوانی کی نظر ہوجاتا ہے۔ رہنماؤں نے وزیر آبپاشی سندھ کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے اس شعبے کو بچانے کے لیے فوری اقدامات کرنے اور آبپاشی و نکاسی کے محکمے سندھ اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی (SIDA) کو بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ بورڈ کے صدر عبدالمجید نظامانی نے تجویز دی ہے کہ پانی کے بہاؤ اور انتظام کے لیے محکمۂ آبپاشی کے افسران اور کسانوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے۔ SIDA (سیڈا) محکمہ آبپاشی کو ملنے والے بجٹ سے تین گنا زیادہ بجٹ لیتا ہے لیکن اب تک صوبے میں فی ایکڑ پیداوار میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ (ڈان، 8 مئی، صفحہ 19)

10 مئی: سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ (SDPI) کی جانب سے ماحول اور موسمی تبدیلی کے حوالے سے منعقد کیے جانے والے ورکشاپ میں حیاتیات کے ماہر امریکی پروفیسر ڈاکٹر پیٹرک شیعہ نے کہا ہے کہ پاکستان کو ہنگامی بنیادوں پر پانی کے وسائل کی درجہ بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلسل زیرزمین پانی کا اخراج زرعی شعبے کو متاثر کرنے کا سبب بن سکتا ہے اور برفانی پہاڑوں کا پگھلنا پانی کے وسائل میں کمی کا سبب ہوسکتا ہے۔ (ڈان، 11 مئی، صفحہ 4)

4 جولائی: قمبر شہدادکوٹ، سندھ میں نہری پانی کا بحران مزید بڑھ گیا ہے۔ دریائے سندھ سے آنے والی شمال مغربی کنال سے پانی کی فراہمی متاثر ہونے کی وجہ سے زراعت کے لیے پانی کی کمی ہوگئی ہے۔ SAB (ایس اے بی) کے مقامی صدر اسحاق مغیری کے مطابق چاول کی پنیری کو بچانے کے لیے درکار پانی دستیاب نہیں ہے جبکہ محکمہ آبپاشی کے حکام پانی کی فراہمی کے لیے جھوٹے وعدے اور تسلیاں دے رہے ہیں۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 19)

10 جولائی: ایک خبر کے مطابق ضلع گھوٹکی میں خانپور مہر کے قریب پانی کے تیز بہاؤ کی بدولت مہر واہ میں پڑنے والے 40 فٹ چوڑے شگاف کی وجہ سے تین دیہات میں متعدد گھر اور سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصلیں زیرآب آگئی ہیں جس سے لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ متاثرین کا کہنا ہے کہ متعلقہ آبپاشی حکام کو شگاف کے بارے میں آگاہ کیا گیا تھا لیکن اس کی مرمت کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ (ڈان، 11 جولائی، صفحہ 15)

- پن بجلی ڈیم

9 جولائی: پشاور اور اس سے متصل خیبر ایجنسی کے قبائلی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لیے خیبر پختونخوا حکومت نے خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں جبا ڈیم تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے جس کی تکمیل سے 20,000 ایکڑ زمین زیر کاشت آئے گی۔ (بزنس رکارڈر، 10 جولائی، صفحہ 3)

1 اگست: ایک مضمون کے مطابق خیبر پختونخوا حکومت نے چھوٹے پن بجلی منصوبوں کی تعمیر کے لیے سرتوڑ کوششیں کی ہیں۔ 3.1 میگاواٹ کے 75 چھوٹے پن بجلی منصوبے مکمل ہوچکے ہیں جبکہ 31.9 میگاواٹ کے 281 منصوبے 2019 تک مکمل ہونگے۔ ان منصوبوں کی تکمیل سے دور دراز علاقوں میں رہنے والی 350,000 آبادی کو بجلی میسر آئے گی۔ پختونخوا انرجی ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (PEDO) کے

سربراہ کا کہنا ہے کہ اے ڈی بی نے درمیانے حجم کے پن بجلی منصوبوں کے لیے 300 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ بینک اس سرمایہ کاری کو ایک بلین ڈالر تک بڑھانے کے لیے کنسورشیم (consortium) قائم کررہا ہے۔ (مبارک زیب خان، ڈان، 1 اگست، صفحہ 3)

دیامر بھاشا ڈیم:

10 مئی: دیامر کے رہائشیوں نے خبردار کیا ہے کہ جب تک کوہستان اور دیامر کے درمیان پیدا ہونے والا سرحدی تنازعہ حل نہیں کیا جاتا وہ دیامر بھاشا ڈیم پر کام نہیں ہونے دینگے۔ گلگت میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے علاقے کے لمبردار بشیر کا کہنا تھا کہ سرحدی حدبندی فوج کی نگرانی میں کی جائے۔ تھور، دیامر کے لوگوں نے الزام عائد کیا کہ کوہستان کے ایک رکن اسمبلی نے بھارتی خفیہ تنظیم (RAW) سے پیسے لیے ہیں اور وہ دیامر بھاشا ڈیم اور سی پی ای سی منصوبے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ (دی ایکسپرس ٹریبیون، 11 مئی، صفحہ 2)

نیلم جہلم:

3 اگست: ایک خبر کے مطابق نیلم جہلم منصوبہ جون 2017 کی اپنی انتہائی تاریخ تک مکمل نہیں ہوسکے گا۔ منصوبے کا پہلا یونٹ 2017 کی وسط تک جبکہ باقی یونٹ سال کے آخر میں مکمل ہونے تھے۔ منصوبے کی انتظامیہ نے ایوان وزیراعظم کو مطلع کیا ہے کہ تکمیل کے لیے مزید چار سے پانچ مہینے درکار ہیں۔ نیلم جہلم منصوبے میں مزید تاخیر نے مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے لیے 2018 سے پہلے لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے حوالے سے مزید مسائل پیدا کردیے ہیں۔ (ڈان، 4 اگست، صفحہ 3)

کالا باغ:

2 جولائی: سینٹ میں پی پی پی کے پارلیمانی لیڈر سعید غنی نے حکومت کی جانب سے کالا باغ ڈیم کے

حق میں حمایت حاصل کرنے کے لیے مہم شروع کرنے پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ حکومت کا مقصد اصل مسائل سے توجہ ہٹانا ہے۔ سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا متفقہ طور پر کئی مرتبہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف قراداد منظور کر چکے ہیں۔ سینٹر سعید غنی نے حکومت سے چیئر مین WAPDA (واپڈا) کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک سرکاری ملازم کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ تین صوبوں کی طرف سے منظور کردہ قراردادیں مسترد کرے۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 3)

13 جولائی: ایوان صنعت وتجارت لاہور (LCCI) نے چیئر مین واپڈا کے کالا باغ ڈیم تعمیر کے حوالے سے موقف کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے بھوک اور خشک سالی سے بچنے کے لیے کالا باغ ڈیم تعمیر ہونا چاہیے۔ یہ خوش آئند ہے کہ انتہائی اہم ادارے کے سربراہ ہر محاذ پر اس منصوبے کی وکالت کررہے ہیں۔ کالا باغ ڈیم نہ صرف پنجاب کو بلکہ چاروں صوبوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ اس منصوبے سے 800,000 ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 14 جولائی، صفحہ 17)

15 جولائی: چیئر مین واپڈا ظفر محمود نے LCCI (ایل سی سی آئی) کے دورے کے موقع پر کالا باغ ڈیم کی تعمیر پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ واپڈا کالا باغ ڈیم پر تحفظات دور کرنے کے لیے تاجر برادری کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ڈیم پر سندھ کے تحفظات دور کرنے کے لیے کالا باغ ڈیم کے انتظامی اختیارات سندھ کو دیدینے چاہیے اور انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (IRSA) میں بھی صوبہ سندھ کا کردار مزید موثر ہونا چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جولائی، صفحہ 10)

- پاک بھارت آبی تنازعہ

15 جولائی: وفاقی وزیر پانی وبجلی خواجہ آصف نے کہا ہے کہ پاکستان نے بھارت کی جانب سے دریائے چناب اور دریائے جہلم پر تعمیر کیے جانے والے دو پن بجلی منصوبوں کے معاملے کو عالمی عدالت برائے ثالثی (انٹرنیشنل کورٹ آف آربیٹریشن) میں لے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ تنازعے پر مزاکرات کے لیے

پاکستان کی آٹھ رکنی ٹیم سیکریٹری پانی و بجلی محمد یونس ڈھاگا کی قیادت میں اس وقت بھارت میں ہے اور مسئلے کے حل کے لیے بھارت کے ساتھ مذاکرات کررہی ہے۔ حکام کے مطابق اب تک کیے جانے والے دوطرفہ مذاکرات ناکام ہوئے ہیں۔ (ڈان، 16 جولائی، صفحہ 5)

- پانی کی قلت

6 مئی: سندھ اسمبلی میں قائدحزب اختلاف خواجہ اظہارالحسن نے حکومت کوخبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر شہر کراچی میں پانی کے مسئلے کوحل نہیں کیا گیا تو شہر میں فسادات ہوسکتے ہیں۔حکومت 650 بلین روپے خرچ کرنے کے باوجود پانی کے مسئلے کا حل نہیں نکال سکی جبکہ بدعنوانیوں کی وجہ سے ٹینکر کی مدد سے پانی فراہم کرنے کا منصوبہ بھی ناکام ہوگیا ہے۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ 17)

27 مئی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق نے اسلام آباد اور راولپنڈی کی طرح تھر پارکر میں پانی نالیوں یا کنال کے ذریعے فراہم کرنے کی تجویز دی ہے۔ کمیٹی نے کہا ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومت کومشترکہ کوششوں سے تھر کے عوام کے لیے صاف پانی کی فراہمی کے مسئلے کو جلد حل کرنا چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 28 مئی، صفحہ 8)

- فلٹریشن پلانٹ

11 مئی: وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ صاف پانی منصوبہ ایک بنیادی ضرورت ہے جس سے پینے کا پانی ہر شہری تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ یہ منصوبہ پانی کی فراہمی میں مددگار ثابت ہوگا اور پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچا جاسکے گا۔ وزیراعلیٰ نے مزید کہا کہ اس منصوبے پر اربوں روپے کی لاگت سے دیہاتوں تک پانی کی فراہمی کے لیے دو سال کا ہدف طے کیا گیا ہے۔ منصوبے کے تحت نصب کیے جانے والے پانی صاف کرنے والے پلانٹ شمسی توانائی سے چلیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 12 مئی، صفحہ 5)

کسان/مزدور

30 اپریل: مزدوروں کے عالمی دن کی مناسبت سے حیدرآباد میں سندھ کمیونٹی فاونڈیشن کی جانب سے مزدور عورتوں کا کنونشن منعقد کیا گیا۔ کنونشن سے خطاب کرتے مقررین نے کہا کہ سندھ میں مزدور عورتوں کے حقوق خصوصاً کپاس چننے والی عورتوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ عورتوں کا ملکی معیشت میں اہم کردار ہے اس کے باوجود مزدور عورتوں کو اجرت میں کمی اور معاشی تحفظ جیسے اہم مسائل کا سامنا ہے۔ حکومت نے کپاس کی چنائی کی فی من اجرت 400 روپے مقرر کی ہے جبکہ چنائی کرنے والوں کو صرف 180 سے 200 روپے اجرت دی جاتی ہے۔ سندھ زرعی یونیورسٹی ٹنڈوجام کے پروفیسر اسماعیل قمبر کا کہنا تھا کہ یہ صرف مزدوروں کی اجرت کا مسئلہ نہیں ہے اس پورے سماجی نظام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سبز انقلاب کے نام پر مفت جراثیم کش ادویات کسانوں میں تقسیم کی گئیں جو آج کسانوں اور زرعی مزدوروں کی صحت کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 1 مئی، صفحہ 17)

15 مئی: کراچی کے صنعتی علاقے کورنگی میں ایک کارخانے میں ٹینک کی صفائی کے دوران زہریلی گیس سے پانچ مزدور جاں بحق ہوگئے۔ پولیس کے مطابق تین مزدور صفائی کے لیے ٹینک میں داخل ہوئے جن کی حالت خراب ہوتے دیکھ کر مزید دو مزدور انہیں بچانے کی غرض سے ٹینک میں اتر گئے۔ پانچوں مزدوروں کو جناح ہسپتال منتقل کیا جارہا تھا مگر وہ راستے میں ہی دم توڑ گئے جن میں دو سگے بھائی بھی شامل تھے۔ پولیس نے کارخانے کے مالک کے خلاف ابتدائی رپورٹ درج کرلی ہے۔ وزیراعلی سندھ نے واقعہ پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ سیکریٹری کو تین دن میں رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا ہے (ڈان، 16 مئی، صفحہ 15)

17 مئی: اخباری اداریے کے مطابق حکام کو اس وقت مزدوروں کی حفاظت کا خیال آتا ہے جب کوئی بڑا حادثہ رونما ہوتا ہے۔ کورنگی کے کارخانے میں پیش آنے والے المناک حادثے میں دو سگے بھائیوں سمیت

پانچ مزدور جاں بحق ہوگئے۔ رپورٹ کے مطابق زیر زمین ٹینک، جس میں کیمیائی فضلہ موجود تھا، کی صفائی کے دوران مزدوروں نے کوئی حفاظتی ماسک اور ربڑ کے جوتے نہیں پہنے تھے۔ فیکٹری مالک نے حفاظتی اقدامات نہ کرکے مزدور قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ کی مزدوروں کی عالمی تنظیم (ILO) کے 36 کنونشنز کی توثیق کی لیکن ان قوانین کے نافذ نہ ہونے سے بڑے بڑے سانحات رونما ہوئے جن میں کراچی میں بلدیہ ٹاؤن فیکٹری کا دلخراش واقع بھی شامل ہے جس میں 250 مزدور جاں بحق ہوئے تھے۔ پاکستان کام کرنے کے لیے محفوظ حالات بنانے میں ناکام ہے جس کی بنیادی وجہ خراب معائنے کا نظام ہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 8)

- جبری مشقت

13 مئی: ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج بدین نے زمیندار کی قید سے بازیاب کرائے گئے 30 جبری مشقت کے شکار کسان مزدوروں کو، جن میں مرد، عورتیں اور بچے بھی شامل تھے، رہا کردیا۔ ملاح محمد نے عدالت میں درخواست دائر کی تھی کہ زمیندار نے اس کے خاندان کے 30 افراد کو قید کر رکھا ہے جس پر گولارچی پولیس نے عدالتی حکم پر چھاپہ مار کر قید کیے گئے مزدوروں کو بازیاب کرکے عدالت میں پیش کیا تھا۔ (ڈان، 14 مئی، صفحہ 19)

II۔ زرعی مداخل

23 مئی: فیڈریشن آف پاکستان چیمبرز آف کامرس اینڈ انڈسٹریز (FPCCI) کی علاقائی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین احمد جاوید نے کہا ہے کہ گزشتہ تین سالوں کے بجٹ میں فصل کی کٹائی کے بعد ہونے والے نقصانات میں کمی جیسے مسائل کے لیے مناسب رقم مختص نہیں کی گئی جو برآمدات میں اضافے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ وزارت خزانہ آئندہ بجٹ میں عوامی ترقیاتی پروگرام (PSDP) کے زریعے زرعی شعبے کے لیے درکار ڈھانچے کی تعمیر کے لیے 15 بلین روپے مختص کرسکتی ہے اور زرعی پیداوار کو منڈی میں

مقابلے کے قابل بنانے کے لیے کھاد، زرعی ادویات اور ڈیزل پر زرتلافی دے سکتی ہے۔ انہوں نے وزارت خزانہ پر زور دیا کہ وہ آنے والے بجٹ میں زرعی شعبے کی ترقی کے لیے رقم میں اضافہ کرے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کا انحصار زراعت پر ہے اس لیے اس شعبے کو سی پی ای سی جیسی اہمیت دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھنے والا شعبہ تنزلی کا شکار ہے۔ وزارت خزانہ فوری طور زرعی شعبے کے لیے کم ازکم 15 بلین روپے کی رقم مختص کرے۔ (بزنس ریکارڈر، 24 مئی، صفحہ 12)

31 مئی: وفاقی وزیر منصوبہ بندی و ترقی احسن اقبال نے کہا ہے کہ وزیر خزانہ اسحاق ڈار اپنی بجٹ تقریر میں برآمدات میں اضافے کے لیے زرعی اور صنعتی شعبے کے لیے مداخل کی قیمتوں میں کمی کے لیے خصوصی مراعات کا اعلان کرینگے۔ وزیر اعظم نے لندن سے مواصلاتی رابطے کے ذریعے کابینہ کے اجلاس میں ہدایت کی ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے کسانوں کو کھاد اور دیگر مداخل کی قیمتوں میں کمی کے ذریعے مدد فراہم کی جائے۔ (ڈان، 1 جون، صفحہ 10)

2 جون: وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ زرعی شعبے کی ترقی اور کسانوں کی خوشحالی کے لیے 100 بلین روپے کا دو سالہ پیکج منظور کیا گیا ہے جس کا مقصد کسانوں کی بہبود اور پیداوار میں بہتری لانا ہے۔ زراعت اور تحقیق لازم وملزوم ہیں جس پر توجہ نہیں دی جارہی تھی۔ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ جدید تکنیک اپنائے بغیر ناممکن ہے۔ پیداوار میں اضافے کے لیے حکومت، زرعی تحقیقی اداروں اور یونیورسٹیوں کو مل کر کام کرنا پڑے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جون، صفحہ 5)

صنعتی طریقہ زراعت

26 اگست: پنجاب حکومت نے زرعی شعبے کو مدد فراہم کرنے کے مالی سال 2016-17 میں اہم فصلوں

اور سبزیوں کے لیے معیاری بیج کی فراہمی میں 20 فیصد اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ آئندہ سال کے لیے گندم کا بیج 60,000 ٹن، کپاس کا بیج 2,400 ٹن، دھان کا بیج 2,600 ٹن، مختلف اقسام کی دالوں کے بیج 691 ٹن، مکئی کا بیج 600 ٹن اور مختلف سبزیوں کے بیجوں کا پیداواری ہدف 244 ٹن مقرر کیا گیا ہے۔
(بزنس ریکارڈر، 27 اگست، صفحہ 3)

- جینیاتی بیج

19 مئی: ایک خبر کے مطابق بیج کی اقسام کی منظوری کے لیے اس کی جانچ پڑتال کرنے والی نیشنل بائیو سیفٹی کمیٹی (NBC) نے تین ہفتے پہلے اپنے چودہویں اجلاس میں گندم، گنا، مکئی، مٹر، آلو، کپاس اور سرسوں کے جینیاتی بیج کی منظوری دے دی۔ کمیٹی کی طرف سے منظور کردہ زیادہ تر اقسام (کیسس) ان اداروں کی طرف سے جمع کرائی گئی تھیں جن کے سربراہ خود ٹیکنکل ایڈوائزری کمیٹی (TAC) کے اراکین ہیں۔ ان اداروں میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار بائیوٹیکنالوجی اینڈ جینٹک انجینئرنگ (NIBGE) فیصل آباد، سینٹرل کاٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (CCRI) ملتان، فارمین کرسچیئن کالج اور مونسانٹو، سنجنٹا اور ڈوپونٹ جیسی بین الاقوامی کمپنیاں شامل ہیں جنہوں نے اپنے جینیاتی بیج کی منظوری حاصل کی۔ NBC (این بی سی) کے اجلاس میں سیکریٹری محکمہ موسمی تبدیلی سید عاکف احمد نے کمیٹی کو بتایا کہ ان پر جینیاتی اشیاء کے بڑھتے ہوئے تجارتی فوائد کے پیش نظر عجلت میں فیصلہ سازی اور باقائدہ طریقہ کار پر عمل نہ کرنے پر تنقید کی گئی تھی۔ ڈائریکٹر جنرل محکمہ تحفظ ماحولیات (Pak-EPA) عرفان طارق کے مطابق اپنے گزشتہ اجلاس میں کمیٹی نے 119 زیرِغور بیجوں میں سے 70 جینیاتی بیجوں کو منظور کیا تھا۔ کمیٹی نے مونسانٹو اور ڈوپونٹ کو بڑے پیمانے پر بغیر آزمائشی کاشت اور ممکنہ خطرات کا اندازہ لگائے بغیر بائیوسیفٹی قوانین کو بلائے طاق رکھ کر جینیاتی مکئی کی منظوری دی تھی۔ حکومت نے اب یہ فیصلہ واپس لے لیا ہے۔ تنقید کے باوجود کمیٹی نے اپنے چودہویں اجلاس میں جینیاتی تبدیلی کے تجربات، درآمد، کھیتوں میں آزمائش اور جینیاتی فصلوں کی تجارتی فروخت کی اجازت دی اور اس کے ساتھ جینیاتی کپاس کی 22 اقسام کی بھی منظوری دی۔ این بی سی نے کچھ کمپنیوں کو ان کے جینیاتی بیجوں کی آزمائشی کاشت سے بھی مستثنی قرار دیا۔ دستاویزات کے مطابق این بی سی، TAC

(ٹی اے سی) کی سفارشات پر بیجوں کی منظوری دیتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 مئی، صفحہ 11)

23 مئی: بیج کی صنعت کے نمائندوں کا کہنا ہے کہ حال ہی میں منظور ہونے والی جینیاتی مکئی جلد کسانوں کو کاشت کے لیے دستیاب ہوگی جس سے سالانہ 100 بلین روپے اضافی آمدنی ہوگی۔ کروپ لائف پاکستان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد افضل نے کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے کیڑوں مکوڑوں اور جڑی بوٹیوں کے خلاف مزاحمت رکھنے والی مکئی کی منظوری ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ جینیاتی فصلیں نہ صرف مکئی کی پیداوار میں اضافہ کریں گی بلکہ یہ ٹیکنالوجی فراہم کرنے والی کمپنیوں کے اعتماد میں بھی اضافہ کریں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 11)

11 اگست: ایک مضمون کے مطابق ماہرین کے درمیان اس وقت یہ بحث جاری ہے کہ کیا جینیاتی فصلیں زرعی پیداوار میں اضافہ اور غذائی ضروریات پوری کریں گی؟ یا اگر ان فصلوں کو مقررہ حفاظتی اقدامات کے بغیر متعارف کرایا گیا تو کیا ان کے خطرناک نتائج برآمد ہونگے؟ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے منعقد کیے گئے ایک مباحثے میں پشاور کے ماہر حیاتیاتی علوم (بائیوٹیکنالوجی) پروفیسر محمد فہیم نے خبردار کیا ہے کہ اگر مقررہ حفاظتی اقدامات اور درکار اہلیت کے بغیر جینیاتی فصلیں متعارف کرائی گئیں تو اس کے منفی اثرات یورپی ممالک کو کی جانے والی زرعی برآمدات پر مرتب ہونگے کیونکہ ان ممالک کو جینیاتی فصلوں پر تحفظات ہیں اور ہم یورپی منڈی سے محروم ہوسکتے ہیں۔ اس موقع پر پاکستان ایگری کلچرل ریسرچ کونسل (PARC) کے سابق چیئرمین اور جینیاتی سائنسدان کوثر عبداللہ نے کہا کہ جینیاتی فصلیں کسانوں کی پیداوار میں اضافہ اور پیداواری لاگت میں کمی کرسکتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جینیاتی فصلیں دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافے کے لیے درکار غذائیت میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔ وزارت موسمی تبدیلی کی جانب سے دو بین الاقوامی بیج کمپنیوں مونسانٹو اور ڈوپونٹ/ پائینیر کو جینیاتی مکئی کی تجارتی فروخت کی اجازت دی گئی ہے جس پر کسانوں اور ماہرین میں تشویش اور تحفظات پائے جاتے ہیں۔ (دی ایکسپرس ٹریبیون، 12 اگست، صفحہ 11)

کھاد

3 مئی: چیرمین قومی اسمبلی قائمہ کمیٹی برائے صنعت و پیداوار اسد عمر نے وزیر اعظم میاں نوازشریف کو لکھے گئے اپنے ایک خط میں کہا ہے کہ نیشنل فرٹیلائزر مارکیٹنگ لمیٹڈ (NFML) کے زریعے درآمدی یوریا کسانوں کوفراہم کرکے ان کی مدد کی جائے۔ این ایف ایم ایل (NFML) کے مطابق درآمد شدہ یوریا کی 50 کلو بوری کی قیمت 1,490 روپے ہے جبکہ مقامی تیار کردہ یوریا کی قیمت 1,700 روپے تک ہے۔ پاکستان میں سالانہ چھ ملین ٹن یوریا استعمال ہوتا ہے۔ خط میں واضح کیا گیا ہے کہ 2014 کے مقابلے 2015 میں مقامی سطح پر یوریا پیدا کرنے والوں کے منافع میں 53 فیصد اضافہ ہوا ہے۔حکومت کو چاہئے کہ یوریا کی قیمت میں کمی کرکے کسانوں کی مدد کرے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 مئی، صفحہ 22)

9 مئی: ایک مضمون کے مطابق آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (OGRA) نے کھاد کے کارخانوں کو فراہم کی جانے والی گیس کی قیمت میں کمی کردی ہے جس کے بعد یوریا کی بوری کی قیمت 1,850 روپے سے کم ہوکر 1,790 روپے ہوگئی ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ صنعتوں کے پاس کھاد کے بھاری ذخائر کی موجودگی اور فروخت میں کمی کی وجہ سے یوریا کی قیمت منڈی میں مزید کم ہوکر 1,700 روپے تک گرسکتی ہے۔ اس وقت ملک میں 1.2 ملین ٹن کھاد کے ذخائر موجود ہیں۔ یوریا کی کھپت میں کمی کی ایک وجہ کسانوں کی قوت خرید میں کمی ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 9 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

23 مئی: گندم اگانے والے کسانوں کی تنظیم ویٹ گروورز ایسوسی ایشن کے چیرمین چودھری حامد مالہی نے کہا ہے کہ اس وقت درآمدی یوریا کی قیمت 1,300 روپے فی بوری ہے جبکہ مقامی طور پر تیار کردہ یوریا 1,750 سے 1,800 روپے فی بوری فروخت ہورہی ہے۔ اگر حکومت کھاد کے کارخانوں پر عائد کیا گیا صرف گیس انفرا اسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (GIDC) ہی ختم کردے تو کسانوں کے لیے سستی یوریا کی دستیابی یقینی بنائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح یوریا پر عائد 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس (GST) بھی ختم ہونا چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 24 مئی، صفحہ 3)

زرعی مشینری

- ٹریکٹر

23 مئی: پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹو موٹو پارٹس اینڈ ایسیسر یز مینوفیکچررز (PAAPAM) نے کہا ہے کہ کسانوں کی کم آمدنی اور حکومت کی متضاد پالیسیوں کی وجہ سے جون 2016 تک ٹریکٹر کی فروخت میں 25 فیصد کمی کا امکان ہے۔ ایسوسی ایشن کے چیئرمین شمشاد علی کے مطابق گزشتہ سال 40,000 یونٹ کی فروخت کے مقابلے اس سال 30,000 یونٹ کی فروخت متوقع ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 24 مئی، صفحہ 11)

25 اگست: PAAPAM (پاپیم) نے سندھ حکومت کی جانب سے رعایتی ٹریکٹر اسکیم کے اجراء پر تنقید کی ہے۔ ایسوسی ایشن کے چیئرمین شمشاد علی خان کے مطابق حکومت سندھ کی جانب سے پچھلے ہفتے جس اسکیم کا اعلان کیا گیا ہے اسے نیب سندھ نے شفافیت نہ ہونے کی بناء پر مشکوک قرار دے دیا ہے۔ اس طرح کے غیر شفاف منصوبوں سے مقامی ٹریکٹر کمپنیاں محروم رہ جاتی ہیں اور درآمد کنندگان سرکاری پیسے سے جاری کردہ منصوبوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 26 اگست، صفحہ 9)

زرتلافی

26 مئی: سپریم کورٹ کے دو رکنی بینچ نے گزشتہ سال مخصوص کھاد کمپنیوں کو 20 بلین روپے کی زرتلافی دینے پر وفاقی حکومت پر تنقید کرتے ہوئے جاری کردہ نوٹیفکیشن کو حکومتی خواہشات کی فہرست قرار دیا ہے۔ عدالت وفاقی حکومت کی جانب سے پشاور ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل کی سماعت کر رہی تھی۔ پشاور ہائیکورٹ نے دسمبر میں اپنے فیصلے میں کہا تھا کہ کھاد بنانے والوں کے درمیان زرتلافی دینے میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہوسکتی اگر وہ مطلوبہ معیار پر پورا اترتے ہیں۔ وزیر اعظم کی جانب سے اعلان کردہ زرتلافی صرف ان کھاد کمپنیوں کو دی گئی تھی جو غیر ملکی خام مال سے کھاد (سنگل سپر فاسفیٹ) تیار

کرتے ہیں جس پر مقامی خام مال سے کھاد تیار کرنے والی کمپنی نے عدالت سے رجوع کیا تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 مئی، صفحہ 9)

3 جون: وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ حکومت یکم جولائی سے دی جانے والی بجلی کے بلوں پر 27 بلین روپے کی خصوصی رعایت برداشت کرے گی جس کے بعد زرعی ٹیوب ویل کے لیے بجلی کے نرخ 8.55 روپے فی یونٹ سے کم ہوکر 5.35 روپے فی یونٹ ہوجائیں گے جبکہ 2015-16 کے بجٹ میں اعلان کردہ محصولات میں چھوٹ اگلے مالی سال بھی جاری رہے گی جو 15 بلین روپے بنتی ہے۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 11)

3 جون: وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے قومی اسمبلی میں بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ یکم جولائی سے یوریا کی قیمت مزید کم ہوکر 1,400 روپے فی بوری (50 کلو) ہوجائے گی اس کے علاوہ ڈی اے پی کی قیمت بھی کم کرکے 2,500 روپے فی بوری (50 کلو) کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کھاد پر دی جانے والی زرتلافی وفاق اور صوبے برابر مل کر برداشت کرینگے۔ (ڈان، 4 جون، صفحہ 11)

4 جولائی: محکمہ زراعت پنجاب کی جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق محکمے نے یونین کونسلوں کی سطح پر کسانوں کو 50 فیصد زرتلافی کے ساتھ زرعی مشینری فراہم کرنے کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں۔ ہر یونین کونسل میں ایک کسان کو قرعہ اندازی کے زریعے منتخب کیا جائے گا۔ چھ ایکڑ تک قابل کاشت زمین رکھنے والے کسانوں کے علاوہ ہاری اور ٹھیکے پر زمین حاصل کرنے والے کسان بھی اس منصوبے سے فائدہ اٹھانے کے اہل ہونگے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 جولائی، صفحہ 11)

25 اگست: حکومت نے دو ماہ گزر جانے کے بعد آخر کار یوریا اور ڈی اے پی کھاد پر زرتلافی دینے کے طریقہ کار کو حتمی شکل دے دی ہے۔ وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے اس حوالے سے نوٹیفکیشن جاری

کردیا ہے جس کے بعد یوریا کی 50 کلو کی بوری کی قیمت 1,790 روپے سے کم ہوکر 1,400 روپے ہوگئی ہے۔ اسی طرح ڈی اے پی کھاد کی بوری کی قیمت بھی 2,858 روپے سے کم ہوکر 2,558 روپے ہوگئی ہے۔ وفاق اور صوبے کھاد پر دی جانے والی زرتلافی برابری کی بنیاد پر ادا کرینگے جبکہ اس سے پہلے صوبوں کا مطالبہ تھا کہ وفاق زرتلافی کا 60 فیصد حصہ ادا کرے۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 10)

زرعی محصول

16 مئی: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار میں زرعی شعبے کا حصہ 21 فیصد ہے جبکہ مجموعی ٹیکس آمدنی میں زرعی ٹیکس کا حصہ ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ 2010 میں ہونے والی زرعی شماریات کے مطابق ملک میں 21.41 ملین ہیکٹر زمین پر 8.26 ملین کھیت ہیں جن سے 2014-15 میں اوسطاً سالانہ 270 روپے فی ایکڑ ٹیکس وصول ہوا جو سالانہ زرعی آمدنی سے بہت کم ہے۔ مجموعی قومی پیداوار میں اہم حصہ رکھنے کے علاوہ زرعی شعبہ ہر سال امدادی قیمت اور مداخل پر رعایتی قیمت کی صورت بھاری زرتلافی وصول کرتا ہے۔ زرعی زمین اور آمدنی پر محصول کی موجودہ شرح ان کی قیمت اور پیداواری لحاظ سے نامناسب ہے۔ مثلاً بڑی زرعی زمینوں سے آمدنی حاصل کرنے والے بہت کم محصول ادا کرتے ہیں بنسبت دیگر شعبوں کے۔ یہ دلیل زرعی اور دیگر شعبوں پر برابری کی بنیاد پر ٹیکس ادا کرنے کی راہ ہموار کرتی ہے۔ (عاصم بشیر خان، دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 مئی، صفحہ 11)

زرعی قرضے

10 اگست: FPCCI (ایف پی سی سی آئی) نے خیبر پختونخوا حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ کسانوں کو مالی بحران سے نکالنے کے لیے دس ایکڑ تک زمین رکھنے والے کسانوں کو 500,000 روپے تک کے بلا سود قرضے فراہم کرے۔ اس حوالے سے حکومت کی جانب سے بینکوں کو ہدایت جاری کی جانی چاہیئے اور قرض پر سود کی رقم حکومت کو برداشت کرنا چاہیے۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 10)

III۔ غذائی، پھل سبزی و اشیاء اور نقد آور فصلیں

غذائی فصلیں

2 جون: اقتصادی سروے 2015-16 کے مطابق ملکی زرعی شعبے کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے جو ملکی معیشت کا 21 فیصد ہے۔ زرعی شعبے میں بڑھوتری کی شرح میں 0.19 فیصد اور فصلوں کی بڑھوتری میں 6.25 فیصد کمی ہوئی۔ سروے کے مطابق کپاس، چاول اور مکئی کی پیداوار بل ترتیب 27.8، 2.7 اور 0.3 فیصد کم ہوئی جبکہ چینی کی پیداوار میں 4.2 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 10)

- گندم

3 مئی: پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن (PFMA) سندھ کے چیئرمین ثمن مل دیوانی کے مطابق محکمہ خوراک سندھ، پنجاب سے ہزاروں ٹن غیر معیاری گندم خرید رہا ہے۔ ایسوسی ایشن ارکان نے پپری لانڈھی گودام کراچی میں اتارے گئے گندم کے نمونوں کی جانچ کی ہے۔ یہ گندم انسانی استعمال کے لیے مناسب نہیں۔ پنجاب سے آئے ٹرکوں سے گندم اتارنے کا عمل گزشتہ چار پانچ دن سے جاری ہے اور اب تک 10,000 سے 12,000 ٹن گندم گودام میں اتارا جاچکا ہے۔ (ڈان، 4 مئی، صفحہ 10)

1 جون: سندھ ہائیکورٹ حیدرآباد سرکٹ نے محکمہ خوراک سندھ کو ہدایت کی ہے کہ وہ درخواست گزاروں کو دس دنوں میں باردانہ فراہم کرکے اگلی سماعت پر رپورٹ عدالت میں جمع کرائے۔ سندھ آبادگار اتحاد (SAI) کے کسانوں کی جانب سے دائر کی گئی اپیل میں کہا گیا تھا کہ سندھ حکومت نے گندم کی خریداری کے مراکز قائم نہیں کیے ہیں جبکہ باردانہ کسانوں کے بجائے تاجروں کو فراہم کیا گیا ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 19)

1 اگست: ایک مضمون کے مطابق ملک میں گندم کا واضح ذخیرہ ہونے کے باوجود تین سالوں سے مقامی

سطح پر گندم کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ گھریلو صارفین کو گندم کے بھاری ذخائر کا کوئی فائدہ نہیں مل رہا جبکہ حکومت عوام کے دیے ہوئے ٹیکس کے پیسے سے گندم کی برآمد پر 120 ڈالر فی ٹن زرتلافی دے رہی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس وقت عالمی منڈی میں گندم کی قیمت 156 سے 160 ڈالر فی ٹن ہے۔ سادہ لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم دنیا کے دیگر ممالک کے صارفین کو گندم پر زرتلافی دے رہے ہیں۔ (خلیق کیانی، ڈان، 1 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

خریداری:

4 مئی: سندھ ہائی کورٹ حیدر آباد سرکٹ نے محکمہ خوراک کے عہدیداروں کو سندھ کے دادو، میرپور خاص، سانگھڑ، جامشورو، بدین، ٹنڈوالہ یار، مٹیاری، ٹنڈو محمد خان اور شہید بینظیر آباد اضلاع میں باردانے کی تقسیم کا بینک ریکارڈ پیش کرنے کی ہدایت کی ہے۔ SAI (سائی) نے باردانہ کی تقسیم میں بدعنوانی کے خلاف درخواست دائر کی تھی جسے عدالت نے دیگر سات درخواستوں کے ساتھ ملا کر سماعت کی۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 19)

9 مئی: پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف نے مطالبہ کیا ہے کہ کسانوں میں باردانے کی منصفانہ تقسیم کو مزید شفاف بنایا جائے۔ پی پی پی کے رکن سردار شہاب الدین نے شکایت کی تھی کہ جنوبی پنجاب میں کسانوں کو باردانہ تقسیم نہیں کیا جارہا جس کے جواب میں وزیر معدنیات و قدرتی وسائل شیر علی خان نے وضاحت کی کہ حکومت نے بارہ دانہ تقسیم کرنے کے لیے ایک جامع طریقہ کار بنایا ہے۔ پہلے مرحلے میں 12 ایکڑ سے کم زمین رکھنے والے کسانوں کو باردانہ دیا جائے گا۔ انہوں نے یقین دلایا کہ شہاب الدین کی شکایت پر تحقیقات کی جائینگی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 10 مئی، صفحہ 5)

15 مئی: پنجاب میں گندم کی کٹائی تقریباً مکمل ہوگئی ہے جبکہ صوبائی حکومت نے اب تک 4.5 ملین ٹن ہدف کے مقابلے تین ملین ٹن گندم خریدی ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق وفاقی حکومت نے 2016 میں

6.95 ملین ٹن کی خریداری کا ہدف مقرر کیا تھا جبکہ گزشتہ سال یہ ہدف 6.6 ملین ٹن تھا۔ ہدف کے مطابق اس سال پنجاب حکومت 4.5 ملین ٹن، سندھ حکومت ایک ملین ٹن، خیبر پختونخوا حکومت 0.35 ملین ٹن، بلوچستان حکومت 0.10 ملین ٹن اور پاکستان ایگری کلچرل اسٹوریج اینڈ سروس کارپوریشن (PASSCO) ایک ملین ٹن گندم خریدے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 16 مئی، صفحہ 2)

پھل سبزی

31 مئی: ایف پی سی سی آئی کی قائمہ کمیٹی برائے باغبانی کے چیئرمین احمد جواد نے آئندہ بجٹ میں گلگت بلتستان کے شعبہ باغبانی کے لیے خصوصی مراعات کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ علاقے سے پھلوں کی برآمد کے زریعے اربوں روپے کمائے جاسکتے ہیں اگر وفاقی حکومت مدد کرے۔ یومیہ بنیادوں پر مال بردار ہوائی جہاز کی خدمات فراہم کی جائیں جس کا وزیراعظم نے اپنے دورہ گلگت بلتستان میں وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان دنیا میں خوبانی پیدا کرنے والا چھٹا بڑا ملک ہے اس کے باوجود برآمدی منڈی میں اس کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 1 جون، صفحہ 13)

3 جون: ایف پی سی سی آئی کی قائمہ کمیٹی برائے باغبانی کے چیئرمین احمد جاوید نے کہا ہے کہ حکومت نے بجٹ میں باغبانی سے متعلق اشیاء کی برآمد پر مراعات کا اعلان نہیں کیا۔ انہیں توقع تھی کہ حکومت پھل اور سبزیوں کی برآمد میں اضافے کے لیے ضروری مراعات کا اعلان کرے گی کیونکہ یہ شعبہ پہلے ہی حکومتی عدم توجہ کا شکار ہے اور عالمی سطح پر اس شعبے میں برآمدات میں پاکستان کا حصہ صرف 0.3 فیصد ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 جون، صفحہ 3)

- آم

1 جون: میرپورخاص میں آم کے 51 ویں قومی میلے کے تمام انتظامات مکمل کرلیے گئے ہیں۔ یہ میلہ 2

سے 4 جون تک جاری رہے گا جس میں آم اور موسم گرما کے دیگر پھلوں کی 200 اقسام کی نمائش کی جائے گی۔ چیف سیکریٹری سندھ محمد صدیق میمن میلے کا افتتاح کرینگے جبکہ وزیر اعلی سندھ کامیاب ہونے والے کاشتکاروں میں انعامات تقسیم کرینگے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 19)

19 اگست: آم کی برآمد میں اضافے کے لیے ضلع ٹھٹھ میں ایک تقریب کے دوران آم کو مختلف درجات میں تقسیم کرنے والی خودکار (آٹومیٹڈ گریڈنگ) مشین کا افتتاح کیا گیا۔ یہ مشین یو ایس ایڈ کی مدد سے مصطفے زرعی فارم جھرک، ٹھٹھہ میں نصب کی گئی ہے۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کراچی میں امریکی قونصل جنرل برائن ہیتھ نے کہا ہے کہ پاکستان آم پیدا کرنے والا دنیا کا پانچواں بڑا ملک ہے۔ پاکستان میں گزشتہ سال 1.7 ملین ٹن آم کی پیداوار ہوئی لیکن کل پیداوار کا صرف (61 ملین ڈالر مالیت کا) آٹھ فیصد آم برآمد کیا جاسکا۔ اس منصوبے میں آم کی معیاد (شیلف لائف) کو بڑھانے کے لیے بھاپ کی عملکاری (ہاٹ واٹر ٹریٹمنٹ)، آم خشک کرنے اور ٹھنڈا کرنے کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ (دی ایکسپرس ٹریبیون، 20 اگست، صفحہ 11)

- زیتون

23 اگست: خیبر پختونخوا حکومت نے زیتون کی کاشت کے منصوبے کا آغاز کیا ہے جس کے لیے ایک بلین روپے فراہم کیے گئے ہیں۔ حکام کے مطابق منصوبے سے صوبے کو اربوں روپے کی آمدنی حاصل ہوگی اور صوبے کی بیشتر بنجر زمین بھی قابل کاشت ہوگی۔ منصوبے کے ڈائریکٹر عبدالصمد کا کہنا ہے کہ ہر درخت کم از کم 30 کلو زیتون کی پیداوار دے گا اس طرح یہ منصوبہ ہر سال 15 بلین روپے آمدنی کے حصول میں مددگار ہوگا۔ منصوبے کے تحت چترال سے ڈیرہ اسماعیل خان تک پانچ ملین پودے لگائے جائیں گے اور یہ منصوبہ دو سال میں مکمل ہوگا۔ (ڈان، 24 اگست، صفحہ 7)

- مرچ

20 جولائی: ایک خبر کے مطابق عالمی بینک کی مدد سے 1810.25 ملین روپے کے سندھ ایگریکلچرل گروتھ پروجیکٹ (SAGP) کے تحت عمرکوٹ، میرپور خاص اور بدین اضلاع میں مرچ کے کاشتکاروں کو فصل کے معیار اور برآمدات میں اضافے کے لیے مطلوبہ مشینری اور آلات شراکتی بنیاد پر فراہم کیے جائیں گے۔ اس حوالے سے کنری، عمرکوٹ میں منعقد کی گئی تقریب میں منصوبے کے ڈائریکٹر شاہ جہاں ہاشمانی نے مقامی کاشتکاروں میں 430 سبز جالیاں (گرین نیٹ)، پلاسٹک کی بالٹیاں اور مرچ خشک کرنے کے لیے درکار جالیاں (ڈرائر میٹ) بھی تقسیم کیے۔ (ڈان، 21 جولائی، صفحہ 11)

نقد آور فصلیں

- چاول

4 مئی: وفاقی وزیر برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن سے ہونے والی ملاقات میں جنوبی کوریا کی دیہی کمیونٹی کارپوریشن کے ڈائریکٹر جنرل ٹائی سیون پارک (Tae Seon Park) نے جینیاتی وسائل کے تبادلے کے ذریعے ملک میں چاول کی پیداوار بہتر بنانے کی پیشکش کی ہے۔ جنوبی کوریا نے چاول کی ہائبرڈ تکنیک اور خشک سالی، کیڑے مکوڑوں اور نمکیات کے خلاف مزاحمت رکھنے والی فصلوں کی پیداوار میں بھی مدد دینے کی پیشکش کی ہے۔ وفد کے سربراہ نے مزید کہا کہ جنوبی کوریا پھل، سبزی دودھ اور گوشت کی قدر میں اضافے کے ذریعے آمدنی میں اضافے اور سپرنکلر طریقہ آب پاشی کی ترقی میں بھی مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 12)

6 مئی: ضلع میرپورخاص میں نارا کنال کے آخری سرے کے علاقوں میں پانی کی انتہائی کمی کی وجہ سے حکومت نے دھان کی فصل کاشت کرنے پر پابندی لگائی تھی۔ اس پابندی کی خلاف ورزی پر ضلعی انتظامیہ نے 25 ایکڑ پر دھان کی فصل زہریلے چھڑکاو کے ذریعے ختم کردی۔ انتظامیہ کے اس اقدام پر چھوٹے کا

شتکاروں نے الزام لگایا ہے کہ بہت سے بااثر زمیندار دھان کی فصل لگا رہے ہیں لیکن حکام انہیں سراسر نظر انداز کر رہے ہیں اور صرف چھوٹے کاشتکاروں کے خلاف کاروائی کی جارہی ہے۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ 19)

18 مئی: بدین کی کسان تنظیموں نے کمشنر حیدرآباد کے اس فیصلے کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا ہے جس میں دھان کی کاشت پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ کسان نمائندوں کا کہنا ہے یہ فیصلہ کسانوں کے ساتھ ایک مذاق ہے کیونکہ 80 فیصد زمینوں (300,000 ایکڑ) پر دھان کی فصل کاشت کی جاچکی ہے۔ اگر حکومت نے فصل تباہ کرنے کی کوشش کی تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ کمشنر حیدرآباد کی جانب سے ڈپٹی کمشنر بدین کو لکھے گئے ایک خط میں محکمہ آبپاشی کے چار سب ڈویژن میں چاول کی کاشت پر پابندی لگائی گئی تھی۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 19)

29 اگست: ایک مضمون کے مطابق وسطی پنجاب میں اپریل میں کاشت کی گئی ہائبرڈ چاول کی اقسام کی قیمتیں گزشتہ دو ہفتوں میں پہلے ہی 600 سے بڑھ کر 900 روپے فی من ہوگئی ہیں باوجود اس کے کہ چاول کی شروع کی فصل کی قیمت کم ملتی ہے کیونکہ اس میں نمی زیادہ ہوتی ہے۔ باسمتی چاول کے لیے پنجاب حکومت کسانوں اور رائس ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (REAP) کے درمیان متفقہ مناسب قیمت کے تعین کے لیے سرگرم ہے۔ REAP (ریپ) کسانوں کو 1,500 روپے فی من کی پیشکش کررہی ہے جبکہ کسان 1,700 روپے فی من پر مصر ہیں۔ اگر کسان یہ پیشکش قبول کرلیتے ہیں تو بھی یہ قیمت گزشتہ سال کی اوسط قیمت 1,100 روپے فی من کے مقابلے 36 فیصد زیادہ ہوگی۔ چاول کی قیمت میں اضافے کے رجحان کے دو عوامل ہیں۔ ایک ایران نے تین سال بعد اپنی منڈی کھول دی ہے جو ملکی چاول کا ذخیرہ کم کرنے میں مددگار ہوگا۔ دوسرا پنجاب حکومت نے یہ یقینی بنانے کے لیے کہ باسمتی چاول کی قیمت کسانوں کو متاثر نہ کرے محکمہ زراعت، کسانوں اور برآمد کنندگان کے ساتھ کئی اجلاس منعقد کیے ہیں۔ عالمی منڈی میں باسمتی چاول کی اوسط برآمدی قیمت 900 ڈالر فی ٹن کی سطح پر ہے جو 2,500

روپے فی من بنتی ہے جبکہ کسان صرف 1,700 روپے فی من کا مطالبہ کررہے ہیں یعنی برآمد کنندگان کے لیے اچھے منافع کی گنجائش موجود ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 29 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

- گنا

15 اگست: لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب کے گنا کمشنر کو ہدایت کی ہے کہ وہ کسانوں کے بقایاجات کی ادائیگی کے لیے برادرز شوگر ملز کا چینی کا ذخیرہ فروخت کرکے رقم عدالت کے کھاتے میں جمع کرائیں اور 6 ستمبر کو مکمل رپورٹ عدالت میں پیش کریں۔ متعدد کسانوں نے عدالت میں مل کی جانب سے واجبات ادا نہ کرنے کے خلاف درخواست جمع کرائی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ مل انتظامیہ حکمران شریف خاندان سے تعلق کا غلط استعمال کرتے ہوئے سرکاری حکام پر ناجائز دباؤ ڈال رہی ہے اور کسانوں کے واجبات ادا کرنے میں تاخیر کررہی ہے۔ عدالت نے پچھلی سماعت پر کمشنر کو مل کی جانب سے کسانوں کو 840 ملین روپے کی عدم ادائیگی پر مل سربمہر کرنے کا حکم دیا تھا۔ (بزنس ریکارڈر، 16 اگست، صفحہ 22)

- کپاس

2 مئی: ایک مضمون کے مطابق سندھ کے مختلف اضلاع میں کپاس کی کاشت میں پانچ سے سات فیصد کمی آئی ہے۔ اس رجحان کی ایک وجہ معیاری بیج کی عدم دستیابی اور مداخل کی قیمتوں میں اضافہ ہے۔ صرف ڈی اے پی کھاد کی قیمت میں کسان پیکج کی وجہ سے کمی آئی ہے جب کہ یوریا کی قیمت اب بھی 1,855 روپے فی بوری ہے۔ کپاس کی فیڈرل کمیٹی آن کاٹن (FCC) نے صوبہ سندھ کو 660,000 ہیکٹر پر بوائی اور 4.5 ملین گانٹھوں کی پیداوار کا ہدف دیا تھا۔ اگر بوائی کا ہدف پورا ہو بھی جاتا تو بھی مطلوبہ پیداوار حاصل کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ کپاس کی سب سے زیادہ پیداوار دینے والے ضلع سانگھڑ سمیت بالائی سندھ میں کاشتکار بیج، فصل کی خرابی، پانی کی عدم دستیابی جیسے مسائل کی وجہ سے کپاس کی کاشت سے گریز کررہے ہیں۔ (محمد حسین خان، ڈان، 2 مئی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

13 مئی: وزیر زراعت پنجاب فرخ جاوید نے کپاس بوائی مہم کا جائزہ لینے کے لیے ہونے والے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہا ہے کہ محکمے نے 2016-17 میں صوبے میں چھ ملین ایکڑ زمین پر 10.05 ملین گھانٹھوں کا پیداواری ہدف مقرر کیا ہے۔ وزیر زراعت نے محکمے کو 15 مئی تک بوائی مکمل کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ ہر قیمت پر کپاس کے بیج، کھاد اور کیڑے مار ادویات منڈی میں دستیاب ہونی چاہیں اور محکمے کی جانب سے کسانوں کو بوائی سے چنائی تک ہر مرحلے پر معلومات فراہم کی جانی چاہیے۔ (بزنس ریکارڈر، 14 مئی، صفحہ 5)

28 مئی: ایک مضمون کے مطابق پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (PCGA) کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے وزیر تجارت خرم دستگیر خان نے کپاس کی پیداوار میں 5.1 ملین گھانٹوں کی واضح کمی کی وجہ سے ملکی معیشت کو ہونے والے 200 ارب روپے کے نقصان پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ علاقے پر کپاس کی فصل کاشت کرنے کے لیے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اس موقعے پر PCGA (پی سی جی اے) کے چیئرمین نواب شہزاد علی خان نے تجویز پیش کی کہ اگر پھٹی کی امدادی قیمت 3,000 روپے فی من طے کردی جائے تو اس سے کاشتکاروں کی فوری حوصلہ افزائی ہوگی۔ (اویس قرنی، دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 مئی، صفحہ 10)

13 جون: وزیر زراعت پنجاب فرخ جاوید کی جانب سے وزیر اعظم کو لکھے گئے خط میں 2016-17 کے لیے پھٹی کی فی من 3,000 روپے قیمت مقرر کرنے اور کپاس کی قیمت میں کمی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (TCP) کی جانب سے دو ملین گھانٹھیں خریدنے کی سفارش کی گئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 14 جون، صفحہ 24)

15 جولائی: وزارت صنعت، تجارت و ٹیکسٹائل نے فی ایکڑ کپاس کی پیداوار میں اضافے کے لیے ملک بھر میں کپاس پیدا کرنے والے 20 ہزار کسانوں کو تربیت فراہم کرنے کی حکمت عملی وضع کی ہے۔ کپاس

کمشنر ڈاکٹر خالد کے مطابق اس منصوبے کے تحت 6,000 افراد کو پہلے ہی تربیت دی جاچکی ہے جنہیں دیہات اور یونین کونسلوں سے منتخب کیا گیا تھا۔ یہ افراد کپاس کے کاشتکاروں کو بیج، کھاد اور ادویات کے استعمال اور اس کے انتظام سے متعلق معلومات اور پیداواری لاگت میں کمی سے متعلق تربیت ان کی دہلیز پر فراہم کرینگے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جولائی، صفحہ 11)

29 اگست: وفاقی وزیر تجارت خرم دستگیر خان کی صدارت میں ہونے والے فیڈرل ٹیکسٹائل بورڈ کے چوتھے اجلاس میں بتایا گیا ہے کہ آنے والے موسم میں ملک میں کپاس کی 13 ملین گانٹھوں کی پیداوار متوقع ہے۔ اجلاس کے بعد جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ وفاقی اور پنجاب حکومت کے مشترکہ اقدامات کے زریعے گزشتہ سال کپاس کو لگنے والی بیماری (گلابی سنڈی) پر بڑی حد تک قابو پالیا گیا ہے۔ (ڈان، 30 اگست، صفحہ 10)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مال مویشی

9 مئی: ضلع دادو کے مختلف علاقوں میں تقریباً 35 اونٹ پچھلے چار دنوں میں ''موش'' نامی بیماری سے مرگئے ہیں اور 200 سے زیادہ اونٹ اس بیماری سے متاثر ہیں۔ ایک مقامی رہائشی کے مطابق اس بیماری میں اونٹ کو تیز بخار ہوتا ہے، اس کی گردن سوجھ جاتی ہے اور اس کی بھوک ختم ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں جانور تین دن کے اندر مرجاتا ہے۔ محکمہ مال مویشی کے نگراں ڈاکٹر آفتاب احمد کے مطابق جانوروں کے ڈاکٹروں پر مشتمل ٹیم متاثرہ علاقوں کی طرف روانہ ہوگئی ہے۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 19)

30 مئی: زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (UAF) میں ہونے والی ایک ورکشاپ سے خطاب کے دوران یونیورسٹی کے وائس چانسلر اقرار احمد نے کہا ہے کہ مویشیوں کو لاحق مختلف بیماریوں اور دودھ کی کم پیداوار کی

وجہ سے ملک کو اربوں روپے کا نقصان پہنچ رہا ہے۔ تمام متعلقہ شعبوں، محققین اور زراعت سے وابستہ برادری کو اس سلسلے میں اقدامات کرنے چاہیے۔ پاکستان میں ایک جانور سالانہ 2,000 لیٹر دودھ کی پیداوار دیتا ہے جب کہ ترقی یافتہ ممالک ایک جانور سے سالانہ 8,000 لیٹر پیداوار حاصل کررہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ کی کیلی فورنیا یونیورسٹی کے تعاون سے اب جانوروں کے ڈاکٹروں کے نصاب پر توجہ دی جارہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 مئی، صفحہ 5)

27 جون: ایک مضمون کے مطابق مویشیوں کے چارے کی قلت کا مسئلہ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ رواں دہائی میں مکئی سائیلج چارے کی کمی کے دنوں میں ایک بہتر متبادل سمجھا گیا لیکن اس میں پھپوندی لگ جانا اس کے نتیجے میں نقصانات اور مکئی کی قیمتوں میں اضافے جیسے مسائل بھی درپیش رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں روڈس گھاس اور الفا الفا ملک میں چارے کی کمی کے مسائل حل کرسکتے ہیں۔ مشرق وسطی کی کمپنی نے 2007-8 میں اس کے بیج اور خدمات فراہم کیں اور پیداوار بھی کمپنی خرید لیتی تھی۔ 2013 تک روڈس گھاس 20,000 ایکڑ پر اگائی جانے لگی اور بیس سے زیادہ فارم بھوسے کی پیداوار برآمد کرنے کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ (محمد سلمان نعیم، ڈان، 27 جون، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

13 اگست: ایف پی سی سی آئی کی علاقائی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین احمد جاوید نے کہا ہے کہ پاکستان میں 159 ملین مویشیوں کی موجودگی میں ملک کے لیے حلال گوشت کے شعبے میں بے پناہ مواقع ہیں۔ پاکستان حلال گوشت کی صنعت میں گوشت کی قدر میں اضافے (ویلیو ایڈیشن) کے ذریعے بنیادی کردار ادا کرسکتا ہے۔ بھارت کی کئی ریاستوں میں گائے ذبح کرنے پر پابندی کے بعد پاکستان کے لیے 4.5 بلین ڈالر کی گوشت کی منڈی پر قابض ہونے کا موقع ہے جس کے لیے ترجیحی بنیادوں پر جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ پاکستان اس وقت حلال گوشت کی پیداوار میں 18 ویں نمبر پر ہے۔ 2003 سے حلال گوشت کی برآمدات میں سالانہ 29.1 فیصد اضافہ ہورہا ہے۔ 2003 میں گوشت کی برآمد 14 ملین ڈالر تھی جو 2014 میں بڑھ کر 230 ملین ڈالر ہوگئی ہے۔ (دی ایکسپرس ٹریبیون، 14 اگست، صفحہ 11)

- ڈیری

2 مئی: آل کراچی ڈیری فارمرز ایکشن کمیٹی، جس میں آٹھ ڈیری فارمر ایسوسی ایشنز شامل ہیں، نے کہا ہے کہ وہ مقرر کردہ سرکاری نرخ پر دودھ کی ترسیل جاری نہیں رکھ سکتے۔ کمیٹی کے صدر حاجی صلاح الدین کے مطابق ان کا کاروبار ختم ہونے کو ہے کیونکہ انہیں پیداواری لاگت سے بھی کم قیمت پر دودھ ترسیل کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 مئی، صفحہ 14)

3 مئی: چیف ایگزیکٹو پنجاب بورڈ آف انویسٹمنٹ اینڈ ٹریڈ (PBIT) امینہ چیمہ نے کہا ہے کہ پنجاب کو غذائی تحفظ میں خود انحصار بنانے کے لیے ادارہ ڈنمارک کی کمپنی کی جانب سے ڈیری شعبے میں 500 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کے لیے سہولیات فراہم کررہا ہے۔ اس حوالے سے مئی کے آخر میں ڈنمارک کے اعلی سطح کے وفد کے دورہ پاکستان کے موقع پر معاہدہ متوقع ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 مئی، صفحہ 5)

9 جون: نیسلے پاکستان۔ افغانستان کے ڈائریکٹر کارپوریٹ افیئرز وقار احمد نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ میں کہا ہے کہ ملک میں دودھ اور ڈیری مصنوعات پر محصول غذائیت پر محصول لگانے کے مترادف ہے۔ بجٹ میں ڈبہ بند دودھ کو صفر درجہ محصول سے نکال کر محصول سے مستثنی درجے میں شامل کرنے کی منظوری دی گئی تو ڈبہ بند دودھ کی قیمت چھ سے آٹھ روپے فی لیٹر بڑھ جائے گی۔ خبر کے مطابق محصول سے مستثنی درجے میں مصنوعات پر محصول عائد نہیں ہوتا لیکن خام مال، خدمات، اشتہارات وغیرہ پر لگنے والا سیلز ٹیکس پیداواری لاگت میں شامل ہوجاتا ہے جو قیمت میں اضافے کا باعث بنتا ہے جبکہ صفر درجہ محصول میں خام مال، خدمات، اشتہارات وغیرہ پر لگنے والا سیلز ٹیکس کمپنیوں کو واپس (ریفنڈ) کردیا جاتا ہے جو مصنوعات کی قیمت کم رکھنے میں معاون ہوتا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 جون، صفحہ 21)

کانگو وائرس:

3 اگست: بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کی ضلعی انتظامیہ نے کانگو وائرس سے بچاو کے لیے ضلع کے مختلف

مقامات پر 150 ٹیموں کو اہم سڑکوں، ہائی وے اور داخلی راستوں پر تعینات کیا ہے۔ضلعی افسر ڈاکٹر رب نواز کے مطابق اب تک مختلف فارموں میں 1,830 مویشی، دوران سفر ٹرکوں پر لدے ہوئے 300 مویشیوں اور 14,870 دیگر مویشیوں کو ٹیکوں کے ذریعے دوا دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ 56,400 مویشیوں کو دوا ملے پانی میں نہلا کر بھی خون چوسنے والے حشرات سے محفوظ کیا گیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 اگست، صفحہ 5)

17 اگست: ایک مضمون کے مطابق کراچی کی مویشی منڈی کے ذرائع کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی وجہ سے منڈی میں لائے گئے جانوروں کے کسی ریوڑ کا کوئی طبی معائنہ ابھی تک نہیں ہوا ہے اور نہ ہی جانوروں کے مالکان کے پاس کسی معالج کی سند موجود ہے۔ کراچی کی 20 ملین شہری آبادی کے لیے کانگو وائرس بہت بڑا خطرہ ہے جس سے بچاو کے لیے حکومتی اقدامات بہت ضروری ہیں۔ اندرونی ذرائع کے مطابق گورنر سندھ کی واضع ہدایت کے باوجود متعلقہ اداروں نے اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کیے۔ (محمد بلال طاہر، بزنس ریکارڈر، 17 اگست، صفحہ 9)

17 اگست: کراچی میں ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر عاطف صدیقی نے کہا ہے کہ حکومت کی ناقص حکمت عملی کانگو بخار (CCHF) کے پھیلنے کا سبب بن سکتی ہے۔ قربانی کے لیے قائم کی گئیں مویشی منڈیوں میں دوا ملے پانی کا چھڑکاؤ، جانوروں کا فضلہ اٹھانے اور پھینکنے کے لیے مناسب انتظامات کرنے چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 اگست، صفحہ 15)

20 اگست: ایک مضمون کے مطابق بہاولپور سے مویشیوں کو کراچی لے کر آنے والے تاجر کی موت کے ساتھ ہی اس سال شہر میں CCHF (سی سی ایچ ایف) سے مرنے والوں کی تعداد چار ہوگئی ہے۔ متعلقہ شعبے کے سرکاری ترجمان ڈاکٹر زاہد مہدی کے مطابق ان اموات نے مقامی حکام کو کافی فکرمند کر دیا ہے۔ ہر علاقے میں طبی مراکز قائم کیے جارہے ہیں تاکہ منڈی میں فروخت ہونے والے ہر جانور کا معائنہ

ہو سکے۔ (حسن منصور، ڈان، 20 اگست، صفحہ 17)

22 اگست: وزیر اعلی بلوچستان ثناء اللہ زہری نے ایک اجلاس کے دوران محکمہ صحت کو فاطمہ جناح سینی ٹوریم میں فوری طور پر کانگو وائرس کا پتہ لگانے والی (ٹیسٹنگ) مشین فراہم کرنے، صوبے میں کانگو وائرس کے پھیلاو کو روکنے کے لیے متعلقہ عہدہ داران کو فوری اقدامات اٹھانے اور مویشی مالکان کو آگاہی فراہم کرنے کی ہدایت کی ہے۔ صوبے میں اب تک نو افراد کانگو وائرس سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 5)

22 اگست: خیبر پختونخوا کے مال مویشی اور ڈیری شعبے کے ترقیاتی ادارے لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، ہزارہ ڈویژن نے کانگو وائرس کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا ہے۔ محکمے کے ضلعی ڈائریکٹر ڈاکٹر عبدالقوی کے مطابق بٹگرام، مانسہرہ، ایبٹ آباد اور ہری پور میں حفاظتی ٹیمیں روانہ کردی گئی ہیں جو مویشی مالکان کو آگاہی اور چیچڑیوں (ticks) سے بچاو کے لیے چھڑکاؤ کرنے والی ادویات فراہم کریں گی۔ (ڈان، 23 اگست، صفحہ 7)

ماہی گیری

18 مئی: سندھ حکومت نے مچھلی اور جھینگوں کی کم ہوتی ہوئی پیداوار کو تحفظ دینے کے لیے جون اور جولائی کے مہینوں میں شکار پر مکمل پابندی عائد کرنے کی تیاری کرلی ہے۔ محکمہ ماہی گیری کا کہنا ہے کہ پاکستان مچھلیوں کے شکار میں کمی کی وجہ سے مسلسل سمندری خوراک کی برآمد میں کمی سے متاثر ہورہا ہے۔ گزشتہ نو ماہ میں ملکی برآمدات 253.497 ملین ڈالر سے کم ہوکر 240.108 ملین ڈالر ہوگئی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 19 مئی، صفحہ 13)

2 جون: ایک مضمون کے مطابق سمندر میں دو ماہ کے لیے ہر قسم کے شکار پر پابندی کی وجہ سے روزانہ

ہزاروں مچھلیاں شکار کرنے والے ماہی گیر انتہائی کم یومیہ اجرت پر کام کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ ماہی گیروں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم کے مطابق پابندی کی وجہ سے ہر سال ایک ملین ماہی گیر متاثر ہوتے ہیں۔ تنظیم نے صوبائی حکومت کو پابندی کے دوران کم از کم 10,000 روپے فی ماہی گیر تقسیم کرنے کی تجویز بھی دی ہے۔ (شازیہ حسن، ڈان، 2 جون، صفحہ 17)

4 جون: پاکستان فشریز ایکسپورٹرز ایسوسی ایشن (PFEA) کے چیئرمین مسلم محمدی نے کہا کہ بجٹ 2016-17 میں مچھلی کی برآمدی صنعت کو کوئی امداد یا چھوٹ نہیں دی گئی۔ حکومت کی جانب سے کپڑے، چمڑے، آلات جراحی اور کھیلوں کی صنعت کو محصولات کی وصولی میں صفر درجہ (زیرو ریٹنگ) دیا گیا لیکن ماہی گیری شعبے کو عالمی منڈی میں قیمت کم ہونے اور مچھلی کے شکار میں کمی کی وجہ سے برآمدات کم ہونے کے باوجود نظر انداز کیا گیا۔ چیئرمین نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار سے مطالبہ کیا ہے کہ سمندری خوراک برآمد کرنے والی صنعت کو محصولات میں صفر درجہ دیا جائے۔ (ڈان، 5 جون، صفحہ 12)

27 جون: اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ فشریز خیبر پختونخوا ہدایت شاہ کے مطابق عملہ، سرمائے کی کمی اور نرم قوانین کی وجہ سے غیر قانونی مچھلی کے شکار کی روک تھام میں مشکلات درپیش ہیں۔ محکمے کے پاس 70 کلومیٹر پر پھیلے دریائے سوات، دریائے کابل اور اس کے معاون دریائے جندی اور نگومان میں غیرقانونی ماہی گیری روکنے کے لیے صرف سات ارکان پر مشتمل عملہ ہے جسے کوئی ہتھیار اور سواری بھی ابھی تک فراہم نہیں کی گئی۔ غیر قانونی شکار کی سزا بھی زیادہ سے زیادہ تین ماہ قید اور صرف 2,000 روپے جرمانہ مقرر ہے جو انتہائی کم ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جون، صفحہ 2)

30 جون: کیٹی بندر کے علاقے میں صحافیوں کی ایک ٹیم سے بات کرتے ہوئے ماہی گیروں کا کہنا تھا کہ سیاسی جماعتوں کے بااثر وڈیروں کی جانب سے بڑھتی ہوئی بھتہ خوری اور بلا روک ٹوک ممنوعہ جالوں کے استعمال کی وجہ سے 350 کلومیٹر طویل ساحل پر ماہی گیر اپنا قدیم پیشہ ترک کرکے روزگار کے دیگر

زرائع تلاش کرر ہے ہیں۔ گاوں یوسف کتیار کے ایک ضعیف ماہی گیر حاجی یوسف کتیار کے مطابق بھارتی بحریہ کی جانب سے ماہی گیروں کی گرفتاری اور ممنوعہ جالوں کا استعمال ماہی گیروں کو یہ شعبہ چھوڑنے پر مجبور کرر ہا ہے۔ (ڈان، 1 جولائی، صفحہ 19)

2 جولائی: ایرانی ساحلی محافظوں کے ہاتھوں گزشتہ ہفتے گرفتار ہونے والے 20 پاکستانی ماہی گیروں کو ایرانی حکام نے تفتان سرحدی چوکی پر پاکستانی لیویز حکام کے حوالے کردیا ہے جو اپنے گھروں کو پہنچ گئے ہیں تاہم قبضے میں لی گئی ماہی گیروں کی پانچ کشتیاں ایران کی جانب سے واپس نہیں کی گئیں ہیں۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 3)

21 جولائی: وزیراعلی بلوچستان ثناﷲ زہری نے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے سندھ اور بیرونی ممالک کے ماہی گیر ٹرالروں سے مقامی ماہی گیروں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ غیر ملکی ٹرالر سندھ میں مندرج ہیں اور ممنوعہ جالوں سے بلوچستان کی حدود میں شکار کررہے ہیں جو نہ صرف آبی حیات کے لیے خطرہ بلکہ مقامی آبادیوں کے روزگار کو بھی متاثر کررہے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جولائی، صفحہ 3)

21 جولائی: سندھ بورڈ آف انویسٹمنٹ (SBI) کے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق چین کے ایک گروپ (Shandong Huiyang Group) نے سندھ میں ماہی گیری اور سمندری خوراک کی صنعت میں سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ چینی گروپ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ وہ سندھ میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں اور کمپنی کا صرف ایک یونٹ چار سے پانچ ہزار مقامی افراد کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں مدد دے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جولائی، صفحہ 10)

21 جولائی: ادارہ شماریات پاکستان (PBS) کے مطابق حد سے زیادہ شکار کی وجہ سے کم ہوتے سمندری

خوراک کے ذخائر اور کمزور قوانین کی وجہ سے پاکستان کی سمندری خوراک کی برآمدات سال 15-2014 کے مقابلے گزشتہ مالی سال 16-2015 میں سات فیصد کم ہوگئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 22 جولائی، صفحہ 21)

2 اگست: ایک مضمون کے مطابق ماہی گیری پر دو ماہ سے عائد پابندی ختم ہونے کے ساتھ ہی ماہی گیروں نے شکار پر جانے کی تیاریاں شروع کردی ہیں۔ حکومت سندھ اور کراچی فشریز ہاربر اتھارٹی (KFHA) نے (مچھلیوں اور جھینگوں کی افزائش کے موسم کی وجہ سے) یکم جون سے 31 جولائی تک ہر قسم کی مچھلی اور جھینگے اور میٹھے پانی کی مچھلی کی چار اقسام راہو، موری، تالا اور کالبرو کے شکار پر پابندی عائد کی تھی۔ (شازیہ حسن، ڈان، 2 اگست، صفحہ 7)

10 اگست: ٹھٹھہ میں کیٹی بندر سے 150 کلومیٹر کے فاصلے پر تیز لہروں کی وجہ سے کشتی الٹنے سے 12 ماہی گیر ڈوب گئے جن میں سے سات کو مقامی ماہی گیروں کی کشتی نے بچالیا جبکہ پانچ ماہی گیر اب تک لاپتہ ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 اگست، صفحہ 15)

24 اگست: عالمی ادارہ خوراک و زراعت (FAO) اور ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم کے اشتراک سے مچھلیوں کے شکار سے متعلق ہونے والی ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر بندرگاہ و جہاز رانی میر حاصل خان بزنجو نے کہا ہے کہ اگر سمندر میں حد سے زیادہ ہونے والے مچھلی کے شکار کو نہیں روکا گیا تو اگلے بیس سالوں میں مچھلی ناپید ہوجائیگی۔ صوبہ سندھ اور بلوچستان دونوں خطرے کی انتہائی حد تک پہنچ چکے ہیں اور اگلے بیس سالوں میں ہوسکتا ہے کہ سمندر سے کوئی مچھلی نہ ملے اور ہم مچھلیاں صرف مچھلی گھر میں ہی دیکھ سکیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سمندری مافیا بڑے بڑے جال استعمال کر کے بھی سمندری حیات کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس وقت تقریبا 15,000 مچھلی پکڑنے والے ٹرالر سمندر میں آبی وسائل ختم کررہے ہیں اور چھوٹے ماہی گیر محروم ہیں۔ سندھ اور بلوچستان حکومتوں کو اس پر توجہ دینی چاہیے۔ (ڈان، 25 اگست، صفحہ 18)

25 اگست: کراچی کی مقامی ہوٹل میں ماہی گیری کے پائیدار طریقوں اور ماہی گیروں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے ڈھائی سال پر محیط ایک منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ ورلڈ وائڈ فنڈ فار نیچر۔ پاکستان (WWF-P) اور اینگرو کارپوریشن لمیٹڈ کی شراکت سے شروع کیا گیا ہے۔ منصوبے کے تحت کراچی کے تین ساحلی علاقوں کاکا پیر، ابراہیم حیدری اور ریڑھی گوٹھ کے ماہی گیروں کو متبادل روزگار فراہم کیا جائے گا تاکہ سمندری وسائل پر انحصار کم کیا جاسکے۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 18)

مرغبانی

10 مئی: پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن (PPA) نے FBR (ایف بی آر) بجٹ 17-2016 میں مرغبانی شعبے سے متعلق سفارشات جمع کرادی ہیں جس میں گرینڈ پیرنٹ چک (برائلر افزائش نسل چوزہ) کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی میں چھوٹ کی تجویز شامل ہے۔ ایسوسی ایشن کے چیئرمین خالد سلیم ملک نے تجاویز بورڈ کے رکن رحمت اللہ خان کو دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں صرف تین جینیاتی کمپنیاں ہیں جو برائیلر افزائش نسل چوزے کی افزائش کرتی ہیں اور اسے 25 سے 30 ڈالر فی چوزہ فروخت کرتی ہیں۔ یہی چوزہ نر اور مادہ برائیلر کی افزائش کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پچھلے سال نومبر میں اس کے نرخ بڑھ گئے ہیں۔ مرغبانی کی صنعت کو اب 10 فیصد ریگولیٹری محصولات ادا کرنے ہوتے ہیں جو پہلے صرف پانچ فیصد تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 مئی، صفحہ 11)

26 مئی: پنجاب حکومت نے مرغبانی کے شعبے کو ضابطے میں لانے کے لیے صوبائی اسمبلی میں پنجاب پولٹری پروڈکشن بل 2016 پیش کردیا ہے۔ بل میں ایک رجسٹریشن اتھارٹی کے قیام کی تجویز شامل ہے۔ اندراج کا مقصد ایک مرغی خانے سے دوسرے مرغی خانے کے درمیان مخصوص فاصلہ برقرار رکھنا، حیاتیاتی تحفظ کے اصول وضوابط اپنانا، مرغیوں کے فضلے کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگانا اور مرغیوں کی خوراک کے معیار کو یقینی بنانا ہے۔ بل کے مطابق غیر تصدیق شدہ مرغی خانوں پر اور ان کی جانب سے قوانین کی

خلاف ورزی پر سات دن سے چھ مہینے قید اور 100,000 سے 500,000 روپے تک جرمانہ کیا جاسکے گا۔ (ڈان، 27 مئی، صفحہ 2)

8 جون: ماہر مرغبانی اور سابق چیئرمین چیئرمین PPA (پی پی اے) عبدالباسط نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار پر زور دیا ہے کہ وہ برائیلر افزائش نسل چوزے پر عائد 15 فیصد درآمدی محصولات، سویا بین پر عائد 10 فیصد درآمدی محصولات اور 10 فیصد سیلز ٹیکس ختم کریں۔ دونوں اشیاء برائیلر مرغی کی پیداوار کے لیے اہم ترین ہیں۔ ان دونوں اجزاء پر محصولات میں اضافہ برائیلر مرغی کی قیمت میں 20 فیصد تک اضافہ کرسکتا ہے۔ مرغی کی قیمت میں اضافے کے عوام پر تباہ کن اثرات مرتب ہونگے جو پہلے ہی سستی غذائیت (لحمیات) کے زرائع سے محروم ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 9 جون، صفحہ 10)

22 جولائی: چیئرمین پی پی اے خالد سلیم ملک نے اسلام آباد میں پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ حکومت 7.5 بلین ڈالر کی اس صنعت کو تباہی سے بچانے کے لیے مراعات دے۔ پاکستان میں مرغیوں کی قیمت میں کمی کے رجحان نے مرغبانی کے کاروبار کو بری طرح متاثر کیا ہے خصوصاً چھوٹے مرغی خانے رکھنے والے اپنا کاروبار بند کرنے پر مجبور ہیں۔ مرغیوں کی خوراک اور دیگر مداخل پر بھاری محصولات نے مرغبانی کو انتہائی مہنگا عمل بنا دیا ہے۔ مرغی کی قیمت میں کمی کے رجحان کی وجہ سے مرغی پالنے والے 35 روپے پیداواری لاگت کا چوزہ پانچ روپے میں فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ (بزنس ریکارڈ، 23 جولائی، صفحہ 9)

2 اگست: چیئرمین پی پی اے رائے منصب علی نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ حکومت مرغبانی کی صنعت کو امدادی پیکج دے۔ گزشتہ ایک سال کے دوران برائلر مرغی کی اوسط قیمت 117 روپے فی کلوگرام رہی جبکہ پیداواری لاگت 130 سے 135 روپے فی کلوتھی نتیجے میں مرغی فارموں کو 20 روپے فی کلو سے زیادہ کا نقصان ہوا۔ چیئرمین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرغبانی شعبے کو 20 روپے فی کلو زرتلافی فراہم کرے اور بلاسود قرض فراہم کرے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 اگست، صفحہ 10)

8 اگست: ایک مضمون کے مطابق گزشتہ ہفتے پی پی اے نے ایک بار پھر یہ واویلا کیا ہے کہ مرغی پیداواری لاگت سے دس روپے کم پر فروخت ہورہی ہے اور اگر حکومت نے امدادی پیکج نہ دیا تو خدشہ ہے کہ مرغبانی کا کاروبار ختم ہوکر آدھا رہ جائے گا۔ مختصراً یہ کہ ایسوسی ایشن چاہتی ہے کہ حکومت زرتلافی دے، بلاسود قرضے فراہم کرے اور شعبے پر ہر سطح پر عائد محصولات بھی نہ لے۔ تاہم پی پی اے یہ بھول گئی ہے کہ اس پر مسابقتی کمیشن (CCP) کی جانب سے ملی بھگت کرکے قیمتیں مقرر کرنے (کارٹلائزیشن) پر دو بار جرمانہ عائد ہوچکا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر صنعت اتنے بھاری نقصان کا سامنا کررہی ہے تو تین سالوں سے اس کی پیداوار میں کوئی تبدیلی کیوں نہیں آرہی؟ لگتا یہ ہے ک یہاں کوئی غلطی ہے یا تو نقصان کے تخمینے میں یا مرغی کی پیداوار اور کاروبار کی بندش کے اعداوشمار میں۔ (احمد فراز خان، ڈان، 8 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

21 اگست: ضلع فیصل آباد، پنجاب کے محکمہ ثانوی تعلیم (سیکنڈری ایجوکیشن) کے افسر علی احمد سیان کے مطابق دیہی علاقوں میں قائم اسکولوں میں طلبہ کو مرغبانی کی تعلیم دی جائے گی۔ محکمہ تعلیم اور مال مویشی کے اشتراک سے یہ منصوبہ ابتدائی طور پر 29 لڑکیوں کے اسکولوں میں شروع کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے سرکاری کواٹروں میں رہنے والے جماعت چہارم کے ہر ملازم کو یو اے ایف کی جانب سے فراہم کردہ چھ مرغیاں دی جائیں گی۔ اگر طالبات کی جانب سے اس منصوبے کی حوصلہ افزائی کی گئی تو اس کا دائرہ کار دیگر اضلاع تک بڑھایا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 اگست، صفحہ 5)

۷۔ تجارت

11 اگست: خیبر پختونخوا کے صوبائی وزیر برائے دیہی ترقی عنایت اللہ نے کہا ہے کہ حکومت صوبے میں حلال خوراک کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لیے خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے جلد صوبے میں حلال فوڈ اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ حکومت صحت، خوراک اور مال مویشی کے محکمے حلال خوراک کو

فروغ دینے کی کوششیں کررہے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 12 اگست، صفحہ 8)

برآمدات

8 اگست: ایک مضمون کے مطابق زرعت سے متعلق پاکستانی برآمدات کا حجم 19.2 بلین ڈالر ہے جس میں سے 28 فیصد بنیادی اشیا چاول، مچھلی، گوشت، پھل، سبزیاں اور خام کپاس پر مشتمل ہیں۔ برآمدات کا 22 فیصد حصہ ثانوی اشیاء سوتی دھاگہ، کپڑا اور مولیسس پر مشتمل ہے جبکہ بقیہ 50 فیصد برآمدات تیار کپڑا، سلے ہوئے کپڑے اور چمڑے کی تیار مصنوعات (ویلیو ایڈڈ مصنوعات) پر مشتمل ہیں۔ پاکستانی برآمدات اس وقت کپاس، چاول، باغبانی اور مال مویشی شعبے سے متعلق اشیاء پر ٹکی ہیں۔ ملکی ضروریات سے زیادہ پیداوار کو برآمد کیا جاتا ہے بجائے اس کے کہ ان اشیاء کی پیداوار بڑھائی جائے جن کی عالمی منڈی میں طلب ہے۔ صرف چاول پاکستان کی واحد پیداوار ہے جسے برآمد کرنے کی غرض سے کاشت کیا جاتا ہے۔ تاہم اس فصل کو بھی پانی کی کمی کی وجہ سے خطرات لاحق ہیں اور پاکستان کے لیے ناگزیر ہوگا کہ وہ کم پانی سے زیادہ پیداوار دینے والی اقسام اور خشک سالی کے خلاف مدافعت رکھنے والی اقسام تیار کرے۔ (محمد اشرف، ڈان، 8 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

23 اگست: PBS (پی بی ایس) کے مطابق رواں سال جولائی کے مہینے میں خوراک کی برآمدات میں پچھلے سال اسی مدت کے مقابلے 15.35 فیصد کمی آئی ہے جس کی بنیادی وجہ چاول، مچھلی اور سبزیوں کی برآمد میں کمی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 24 اگست، صفحہ 23)

- گندم

19 جولائی: ایک خبر کے مطابق گندم کی برآمد پر زرتلافی میں اضافے کے طریقہ کار پر وفاقی حکومت اور صوبے متفق نہیں ہوسکے۔ موجودہ دی جانے والی زرتلافی کی شرح 100 ڈالر سے 130 ڈالر کرنے کا

معاملہ صوبوں اور وفاق کے درمیان تاحال حل طلب ہے۔ وفاق چاہتا ہے کہ صوبے برابری کی بنیاد پر زرتلافی میں حصہ دیں جبکہ صوبوں کا موقف ہے کہ 60 فیصد زرتلافی وفاق کو ادا کرنی چاہیے اور 40 فیصد صوبے ادا کریں۔ حکام کے مطابق وفاق نے سندھ اور پنجاب کو اپنے فیصلے پر نظرثانی کے لیے مزید وقت دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 20 جولائی، صفحہ 11)

26 جولائی: حکومت نے اقتصادی رابطہ کمیٹی (ECC) کے اجلاس میں 11 بلین روپے کی زرتلافی کے ساتھ 900,000 ٹن گندم برآمد کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ حکومت نے گزشتہ سال جنوری میں بھی 1.2 ملین ٹن گندم برآمد کرنے کی اجازت دی تھی جس میں وفاق کی جانب سے پنجاب کو 800,000 ٹن گندم 55 ڈالر فی ٹن اور سندھ کو 400,000 ٹن گندم 45 ڈالر فی ٹن زرتلافی کے ساتھ برآمد کرنے کی اجازت دی گئی تھی جبکہ پنجاب اور سندھ حکومت کی جانب سے بھی بل ترتیب 35 ڈالر اور 45 ڈالر فی ٹن زرتلافی گندم کی برآمد پر فراہم کی گئی۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ زرتلافی کے باوجود پنجاب اور سندھ نجی برآمد کنندگان کے زریعے صرف بلترتیب 236,000 اور 164,000 ٹن گندم برآمد کرسکے۔ اجلاس میں یہ بھی بتایا گیا کہ 120 ڈالر فی ٹن زتلافی دے کر گندم کی برآمد ممکن بنائی جاسکتی ہے۔ فلحال (وفاق اور صوبائی حکومت کی جانب سے) دی جانے والی 90 ڈالر فی ٹن زرتلافی کے علاوہ نجی برآمد کنندگان کو (وفاقی اور صوبائی حکومت کی جانب سے مشترکہ طور پر) مزید 30 ڈالر فی ٹن زرتلافی فراہم کی جائے گی۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 10)

27 جولائی: تاجروں اور آٹا مل مالکان کا کہنا ہے کہ حکومت کی جانب سے گندم کی برآمد پر مزید 30 ڈالر فی ٹن زرتلافی کے فیصلے سے گندم کی برآمد میں اضافے کا کوئی امکان نہیں۔ اس وقت عالمی منڈی میں گندم کی قیمت 160 سے 170 ڈالر فی ٹن ہے اور اضافی 30 ڈالر فی ٹن زرتلافی بھی گندم کی برآمدات میں اضافہ نہیں کرسکتی جب تک گندم کی عالمی قیمت بڑھ نہیں جاتی۔ کراچی ہولسیلرز گروسرز ایسوسی ایشن (KWGA) کے چیئرمین انیس مجید کا کہنا ہے کہ برآمد پر مراعات سے کے بجائے حکومت کو صارفین کو

فائدہ دینا چاہیے۔ ECC (ای سی سی) نے اپنے اجلاس میں وفاق مزید 30 ڈالر فی ٹن زرتلافی دینے کی تجویز اس شرط کے ساتھ منظور کی تھی کے صوبے زرتلافی کا 50 فیصد فراہم کرینگے گے۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 10)

- چاول

16 مئی: ریپ کے ارکان نے ایران کو، جو دنیا میں باسمتی چاول درآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے، چاول کی برآمد 600,000 ٹن سے بڑھا کر 700,000 ٹن کرنے کے لیے ایرانی شہر تہران اور مشہد میں دفاتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت تجارت کی مدد سے ریپ کے ارکان چاول کے ایرانی درآمد کنندگان کو کاروبار کے لیے پاکستان آنے کی دعوت دیں گے۔ ایران سالانہ دو بلین ڈالر مالیت کا چاول درآمد کرتا ہے جس میں 2015 میں پاکستان کا حصہ صرف 1.32 ملین ڈالر تھا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 مئی، صفحہ 11)

27 مئی: ریپ نے وزیراعظم سے درخواست کی ہے کہ وہ چاول کی برآمد کو صنعت کا درجہ دے کر اسے محصولات میں صفر درجہ دیں۔ (بزنس ریکارڈر، 28 مئی، صفحہ 9)

2 اگست: پاکستان میں متعین انڈونیشیا کے سفیر نے ایوان صنعت وتجارت فیصل آباد (FCCI) میں تاجر برادری سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں ممالک نے گزشتہ سال دسمبر میں چاول کی برآمد کے لیے مفاہمت کی یاداشت پر دستخط کیے تھے۔ 2019 تک ایک ملین ٹن چاول برآمد کرنے کے لیے دونوں ممالک طریقہ کار پر کام کررہے ہیں۔ پاکستان اور انڈونیشیا کے درمیان اس وقت تجارتی حجم 2.18 بلین ڈالر ہے۔ (دی ایکسپرس ٹریبیون، 3 اگست، صفحہ 11)

8 اگست: ایک مضمون کے مطابق کچھ سالوں سے پاکستانی چاول کی برآمد میں کمی آرہی ہے جس کی

بنیادی وجہ توانائی کا بحران، قیمتوں میں اضافہ، ناقص بیج، فی ایکڑ کم پیداوار اور بین الاقوامی منڈی میں قیمتوں کا مسلسل کم ہونا ہے۔ ریپ نے حال ہی میں وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے حکام سے ہونے والی ملاقات میں درخواست کی ہے کہ یا تو چاول کی پیداواری لاگت میں کمی کی جائے یا زیادہ پیداوار دینے والے اعلی معیار کے بیج متعارف کرائے جائیں۔ عالمی منڈی میں پاکستانی باسمتی چاول کی قیمت بھارتی چاول کے مقابلے 100 سے 150 ڈالر فی ٹن زیادہ ہے جس کی وجہ سے پاکستان کو چاول کی برآمد میں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 8 اگست، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

11 اگست: چاول کے برآمد کنندگان کا ایک وفد اگلے مہینے افریقی ملک موزمبیق اور اردگرد کے دیگر ممالک میں چاول کی برآمد کے نئے مواقعوں کی تلاش کے لیے دورہ کرے گا۔ ایف پی سی سی آئی کی قائمہ کمیٹی کے چیئرمین رفیق سلیمان نے کہا ہے کہ حکومت کو ملکی اجناس کی برآمد کو فروغ دینے کے لیے آٹا، گندم بشمول چاول دیگر ممالک کو تحفے اور امداد کی صورت دینا چاہیے جو پہلے ہی پاکستان کے پاس ضرورت سے زیادہ ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 12 اگست، صفحہ 9)

22 اگست: TCP (ٹی سی پی) نے حکومت کی جانب سے 15,000 ٹن چاول تحفے کے طور پر کیوبا روانہ کیے ہیں۔ اس سال کے دوران یہ دوسری چاول کی کھیپ ہے جسے کارپوریشن نے بطور تحفہ برآمد کی ہے۔ اس سے پہلے 15,000 ٹن چاول کی ایک کھیپ افریقی ملک نائیجر بھی برآمد کی گئی تھی۔ کیوبا بھیجی جانے والی چاول کی کھیپ مقامی برآمد کنندگان سے خریدی گئی تھی جس کی مالیت تقریباً 800 ملین روپے ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 23 اگست، صفحہ 22)

26 اگست: ریپ نے انڈونیشیا کی سرکاری کمپنی بولاگ (Bulog) کے وفد سے مزاکرات کے لیے حکومت سے اجازت مانگی ہے۔ پاکستان سے چاول کی درآمد پر مزاکرات کے لیے وفد کا دورہ اگلے ہفتے متوقع ہے۔ اس سال کے آغاز پر پاکستان نے انڈونیشیا سے ایک ملین ٹن چاول کی برآمد کے لیے

مفاہمت کی یاداشت پر دستخط کیے تھے۔ چاول نجی شعبے بشمول ریپ کے بجائے ٹی سی پی کے زریعے برآمد کیے جائیں گے۔ ایسوسی ایشن کا موقف ہے برآمدات نجی شعبے کا کام ہے اس میں حکومت کو شامل نہیں ہونا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ نجی شعبے کو اس حوالے سے سہولت اور مدد فراہم کرے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 اگست، صفحہ 11)

- حلال اشیاء

18 جولائی: ایک مضمون کے مطابق حلال گوشت کی برآمد میں اضافے کے لیے کی گئی منصوبہ بندی کے تحت جون کے آخری ہفتے میں بغیر ہڈی حلال گوشت کی چھ کھیپ ملائیشیا بھیج دی گئیں۔ پنجاب حلال ڈویلپمنٹ ایجنسی (PHDA) ایجنسی ملکی اور غیر ملکی مصنوعات کو حلال اور معیاری ہونے کا تصدیق نامہ جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہے اور اب کئی ممالک کو قائل کرنے کی کوشش کررہی ہے کہ وہ صوبے کی حلال تصدیقی سند (سرٹیفیکشن) کو قبول کریں۔ ملائیشیا پہلا ملک ہے جس نے اس تصدیقی سند کو قبول کیا ہے۔ ان اقدامات سے امید ہے کہ پاکستان عالمی حلال منڈی میں بڑا حصہ حاصل کرسکتا ہے۔ (احمد فراز خان، ڈان، 18 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

- پھل سبزی

10 مئی: چیئرمین آل پاکستان فروٹ اینڈ ویجی ٹیبل ایکسپورٹرز امپورٹرز اینڈ مرچنٹز ایسوسی ایشن (PFVA) وحید احمد نے وفاقی وزیر تجارت خرم خان دستگیر کو لکھے گئے ایک خط میں کہا ہے کہ فوری طور پر پاکستان میں باغبانی سے متعلق مصنوعات کی ترقی و برآمدات میں اضافے کے سرکاری ادارے پاکستان ہارٹی کلچر ڈیولپمنٹ اینڈ ایکسپورٹ کمپنی (PHDEC) کی ازسرنوتشکیل کی جائے تاکہ باغبانی سے متعلق مصنوعات کی برآمد میں اضافہ کیا جاسکے۔ PHDEC (پی ایچ ڈی ای سی) غیر فعال رہی ہے اور بغیر کسی کارکردگی کے انتظامی بجٹ کو ضائع کرتی رہی ہے۔ کمپنی کو فوری طور پر نئے سرے سے مستحکم کرنا چاہیے جیسا کہ تجارتی پالیسی 18-2015 میں اعلان کیا گیا تھا۔ ادارے کو ایک مستند سربراہ (CEO) کی فوری

ضرورت ہے اور اس میں مزید تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 مئی، صفحہ 11)

آم:

16 مئی: آم کے برآمد کنندگان 20 مئی سے آم کی برآمد شروع کردیں گے اور امید ہے کہ اس سال 0.1 ملین ٹن آم برآمد کیا جائے گا۔ اس سال ملک میں 1.6 ملین ٹن آم کی پیداوار متوقع ہے۔ روایتی منڈیوں کے ساتھ ساتھ برآمد کنندگان چین، روس، ایران، بیلاروس اور مشرقی وسطی کی منڈیاں بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔ چیئرمین پی ایف وی اے وحید احمد کے مطابق پچھلے سال آم کی پیداوار میں 40 فیصد کمی کی وجہ سے 100,000 ٹن ہدف کے مقابلے 72,000 ٹن آم برآمد کیا جاسکا تھا جو گزشتہ پانچ سالوں میں آم کی برآمد کی کم ترین سطح ہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 10)

24 مئی: ٹریڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (TDAP) کی جانب سے تاجکستان کے شہر دوشنبے میں تجارتی میلہ (پاکستان ٹریڈ کاروان) منعقد کیا گیا جس میں پاکستانی آم اور اس سے تیار کردہ مصنوعات کی نمائش کی گئی۔ نمائش کا مقصد وسط ایشیائی ریاستوں میں پاکستانی مصنوعات کو متعارف کرانا تھا۔ میلے میں تاجکستان میں پاکستانی سفیر طارق سومرو، اعلی سرکاری حکام اور وزراء نے بھی شرکت کی۔ (ڈان، 25 مئی، صفحہ 11)

26 مئی: PFVA (پی ایف وی اے) کی جانب سے منعقد کیے گئے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ وتحقیق سکندر حیات خان بوسن نے کہا ہے کہ آئندہ بجٹ میں حکومت زرعی شعبے کی بہتری کے لیے مناسب اقدامات کرے گی۔ وفاقی وزیر نے آم کے برآمد کنندگان پر زور دیا ہے کہ وہ عالمی معیار کے مطابق پھل برآمد کریں، حکومت باغبانی شعبے کی بہتری کے لیے ہر ممکن مدد فراہم کرے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 27 مئی، صفحہ 13)

1 جولائی: ایف پی سی سی آئی کی قائمہ کمیٹی برائے باغبانی کے چیئرمین احمد جواد نے آم کے برآمد کنندگان اور کاشت کاروں سے کہا ہے کہ وہ پھل کو بیماریوں خصوصا پھل مکھی (فروٹ فلائی) سے بچاؤ کے لیے ہاٹ واٹر ٹریٹمنٹ استعمال کریں اور سبزیوں، پھلوں کو برآمد کرنے سے پہلے تصدیق نامہ ضرور حاصل کریں۔ گزشتہ سال پھل مکھی کی وجہ سے بہت شکایات موصول ہوئی تھیں جس پر وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے منتخب شدہ باغات کے آم برآمد کرنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان یورپی منڈی کو آم برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے لیکن سخت شرائط کی وجہ سے آم کی برآمد متاثر ہورہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 2 جولائی، صفحہ 3)

16 جولائی: اٹلی کے شہر روم میں پاکستانی سفارتخانے میں آم میلا (مینگو فیسٹول) منعقد کیا گیا جس میں اعلی سرکاری حکام، سفارتکاروں، صحافیوں اور معززین سمیت 130 افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر روم کی پھل اور سبزی منڈی میں پاکستانی آم کی نمائش بھی کی گئی اور عوام میں آم بھی تقسیم کیے گئے۔ اٹلی اس وقت آم پیرو اور برازیل سے درآمد کرتا ہے۔ (ڈان، 17 جولائی، صفحہ 10)

18 جولائی: TDAP (ٹی ڈی اے پی) نے آم کی برآمدات کو فروغ دینے کے لیے بیلاروس کے شہر منسک میں دو روزہ آم کی نمائش منعقد کی جس میں پاکستان سے آم کے دو بڑے برآمد کنندگان کو بھی بھیجا گیا تھا۔ پانچ ستارہ ہوٹل میں منعقد کی گئی اس تقریب میں کھانے کے دوران مہمانوں کی پاکستانی آم اور اس کے رس سے تواضع کی گئی۔ نمائش میں شریک بیلا روس کے درآمد کنندگان نے پاکستان سے آم درآمد کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 جولائی، صفحہ 11)

25 جولائی: ایک مضمون کے مطابق اس سال آم کے برآمدی ہدف کا حصول اب تک غیر واضح ہے لیکن برآمد کنندگان اور عہدیدار ہدف حاصل کرنے کے لیے پر امید ہیں۔ گزشتہ ماہ سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے تجارت میں چیئرمین ٹی ڈی اے پی نے کمیٹی کو بتایا تھا کہ اس سال 120,000 ٹن آم برآمد کیے جائیں

گے۔ اب پاکستانی آم آسٹریلیا، لیبیا، ماریشس اور جنوبی کوریا بھی برآمد کیا جارہا ہے جہاں پاکستانی آم کے منفرد ذائقے کی بدولت اس کی طلب میں اضافہ ہوا ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 25 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

درآمدات

- گندم

4 مئی: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق گذشتہ سال یوکرین سے درآمد کی گئی غیر معیاری گندم کے معاملے پر سینٹ کی قائمہ کمیٹی کو مطمئن کرنے میں ناکام رہی۔ کمیٹی ارکان نے وفاقی وزیر سکندر حیات خان بوسن سے سوال کیا کہ جب ملک میں وافر گندم موجود تھی تو کیوں غیر معیاری گندم درآمد کی گئی اور اس حوالے سے تحقیقاتی رپورٹ عام کیوں نہیں کی گئی؟ وفاقی وزیر کمیٹی کے سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے اور کہا کہ گندم درآمد کرنے کی اجازت وزارت تجارت نے دی تھی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 10)

15 اگست: وفاقی حکومت گندم اور آٹے کی درآمد پر مزید 20 فیصد درآمدی محصول لگانے پر غور کررہی ہے۔ ایک اعلی سرکاری عہدیدار کے مطابق حکومت نے رواں سال گندم کی درآمد پر محصولات کو 25 فیصد سے بڑھا کر 40 فیصد کردیا تھا جسے اب مزید بڑھا کر 60 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس وقت ملک میں 9.923 ملین ٹن گندم کا ذخیرہ موجود ہے اور برآمد پر زرتلافی دیے جانے کے باوجود کسی بھی ملک نے پاکستانی گندم خریدنے میں دلچسپی نہیں لی۔ درآمدی محصول میں اضافے سے متعلق وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق جلد ایک مجمل بیان (سمری) ای سی سی کو پیش کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 اگست، صفحہ 11)

22 اگست: وزارت تجارت اور وزارت خزانہ نے وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کی جانب سے گندم کی

درآمدی محصول 40 فیصد سے بڑھا کر 60 فیصد کرنے کی تجویز پر اب تک کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ وزارت نے دیگر ممالک بلخصوص قازقستان سے ملک میں کم قیمت گندم کی درآمد روکنے اور مقامی کاشتکاروں کے تحفظ کے لیے مزید محصولات عائد کرنے کی تجویز دی ہے۔ عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے قوانین کے مطابق کوئی بھی ملک درآمدات پر پابندی نہیں لگاسکتا صرف محصولات میں اضافہ ہی واحد راستہ ہے جس سے مقامی پیداوار کو تحفظ فراہم کیا جاسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 23 اگست، صفحہ 11)

- کپاس

12 مئی: سرکاری حکام کے مطابق پاکستان غیر متوقع بارشوں اور خشک سالی کے نتیجے میں کپاس کی پیداوار میں کمی کے بعد کپڑے کی بیمار صنعت کو سہارا دینے کے لیے سالانہ چار بلین ڈالر کپاس کی درآمد پر خرچ کررہا ہے۔ پاکستان بھارت اور دیگر کچھ ممالک سے کپاس درآمد کررہا ہے۔ کپاس کی وفاقی کمیٹی، FCC (ایف سی سی) کے مطابق کپاس کی پیداوار 15.5 ملین گانٹھوں سے کم ہوکر 10.9 ملین گانٹھوں پر آگئی ہے جس کی وجہ خشک سالی، بے موسم بارشیں اور غیر معیاری بیج کا استعمال ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 13 مئی، صفحہ 11)

18 مئی: سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے حکومت سے فوری طور پر بھارتی کپاس کی درآمد روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔ چیئر مین کمیٹی سید مظفر حسین شاہ نے اجلاس کے دوران خبردار کیا کہ اگر بھارت سے کپاس کی 0.5 ملین گانٹھوں کی درآمد نہ روکی گئی تو ملکی زرعی معیشت برباد ہوجائے گی۔ ٹی سی پی کے پاس وافر کپاس موجود ہے لہذا کپاس کی درآمد کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اجلاس میں موجود وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے بھی کمیٹی کے کپاس کی درآمد روکنے کے مطالبے کی توثیق کی ہے۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 10)

16 جون: آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن (APTMA) نے قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و

تحقیق کی جانب سے بھارت سے واہگہ سرحد کے زریعے کپاس کی درآمد پر محصول عائد کرنے کی سفارش مسترد کردی ہے۔ چیئرمین APTMA (اپٹما) کا کہنا ہے کہ قائمہ کمیٹی کی سفارش انہیں غلط فراہم کردہ اعداد وشمار کا نتیجہ ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 17 جون، صفحہ 12)

1 جولائی: ایف پی سی سی آئی کے قائم مقام صدر شیخ خالد تواب نے وزیر خزانہ اسحاق ڈار اور چیئرمین ایف بی آر نثار محمد خان پر زور دیا ہے کہ درآمدی خام کپاس پر ڈیوٹی اور ٹیکس ختم کیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ 15-2014 میں کپاس کی پیداوار میں 35 فیصد کمی ہوئی اور سال 17-2016 میں بھی کپاس کی پیداوار میں 25 فیصد کمی کا خدشہ ہے جس سے کپاس کی صنعت کو مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس صورتحال میں حکومت نے صنعت کو سہارا دینے کے بجائے محصولات میں اضافہ کیا ہے جو مزید نقصان کا باعث ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 2 جولائی، صفحہ 2)

- خشک دودھ

11 مئی: قومی اسمبلی میں حکومتی ارکان نے مطالبہ کیا ہے کہ مقامی کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے حکومت خشک دودھ کی درآمد پر 100 فیصد درآمدی محصول عائد کرے۔ رکن اسمبلی رعنا محمد حیات خان نے توجہ دلاؤ نوٹس پر بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں 50 ملین افراد مال مویشی شعبے سے اپنا روزگار حاصل کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ حکومت دیہی علاقوں میں غربت کے خاتمے کے لیے کسان دوست پالیسیاں متعارف کروائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ زیادہ تر خشک دودھ بھارت سے درآمد کیا جارہا جس سے مقامی کسان متاثر ہورہے ہیں۔ (عامر سعید، بزنس ریکارڈر، 12 مئی، صفحہ 8)

15 مئی: وفاقی وزیر برائے قومی تحفظ وتحقیق سکندر حیات خان بوسن نے ملکی کسانوں کے تحفظ کے لیے درآمدی خشک دودھ پر بھاری محصول عائد کرنے کی تجویز دی ہے۔ بھارت اور ترکی نے ڈیری مصنوعات کی درآمد پر 68 سے 180 فیصد تک کی محصول عائد کر رکھا ہے جبکہ پاکستان میں یہ شرح صرف 20 فیصد

ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 16 مئی، صفحہ 8)

20 مئی: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے تجارت نے وفاقی بجٹ 17-2016 میں خشک دودھ (بشمول وے پاؤڈر) اور گوشت کی درآمد پر عائد محصول میں 100 فیصد اضافے کی تجویز دی ہے۔ کمیٹی نے درآمدی دودھ اور گوشت کی وجہ سے کسانوں پر پڑنے والے منفی اثرات اور عوام کی صحت پر پڑنے والے مضر اثرات پر بھی خدشات کا اظہار کیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 مئی، صفحہ 8)

30 جولائی: یورپی یونین نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ خشک دودھ پر عائد کردہ 25 فیصد ریگولیٹری محصول ختم کرے جس سے خشک دودھ کی برآمد متاثر ہورہی ہے۔ یورپی یونین کی طرف سے یہ مطالبہ گزشتہ ہفتے یورپی ممالک کے سفارتکاروں کی وفاقی وزیر تجارت خرم خان دستگیر سے ملاقات میں کیا گیا۔ سفارتکاروں کا کہنا تھا کہ پاکستان جی ایس پی پلس (GSP Plus) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی مصنوعات یورپ برآمد کررہا ہے۔ پاکستانی حکومت کو یورپی درآمدات پر اس طرح کی رکاوٹوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حکومت نے حالیہ بجٹ میں خشک دودھ کی درآمد پر 25 فیصد مزید محصول عائد کیا تھا جس کے بعد مجموعی طور پر محصول کی شرح 45 فیصد ہوگئی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 31 جولائی، صفحہ 11)

- دالیں

20 جولائی: ایوان صنعت وتجارت کراچی (KCCI) کے صدر یونس محمد بشیر نے محکمہ تحفظ نباتات (DPP) پر زور دیا ہے کہ درآمد کنندگان کو نقصان سے بچانے اور دالوں کی کمی پر قابو پانے کے لیے فوری طور پر کراچی بندرگاہ پر پھنسے دالوں کے سینکڑوں کنٹینرز کو جاری (کلیئر) کریں۔ ایوان صنعت کے اراکین بغیر مشکلات مستقل دالیں درآمد کرتے آرہے ہیں لیکن اب انہیں کنٹینروں کی سخت جانچ پڑتال کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جولائی، صفحہ 5)

22 جولائی: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق، ای سی سی میں غور کے لیے ایک مجمل بیان تیار کر رہی ہے جس میں حکومت کو ملک میں 25,000 ٹن کالی دالیں (کالے چھلکے والی دالیں) آسٹریلیا سے درآمد کرنی کی تجویز دی گئی ہے۔ حکام کے مطابق اس وقت ملک کو 25,000 ٹن دالوں کی کمی کا سامنا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 23 جولائی، صفحہ 11)

30 جولائی: ایک خبر کے مطابق ملک میں دالوں کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے اس کی درآمد 2015-16 میں 595 ملین ڈالر کی مالیت پر مبنی 910,877 ٹن تک بڑھ گئی ہے جو 2014-15 میں 409 ملین ڈالر کی مالیت پر مبنی 654,420 ٹن تھی۔ گزشتہ سال ستمبر میں ای سی سی نے 50,000 ٹن دالیں درآمد کرنے کی منظوری دی تھی تاہم رواں سال 26 جولائی کو ہونے والے اجلاس میں کمیٹی نے 25,000 ٹن مزید دالیں درآمد کرنے کی تجویز مسترد کردی ہے۔ (ڈان، 31 جولائی، صفحہ 10)

- کھاد

30 جولائی: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق کے اعلی افسر کے مطابق حکام یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ صرف ایک کھاد کمپنی نے حکومت سے زرتلافی کی مد میں بھاری رقم کا دعوی (کلیم) دائر کیا ہے۔ حکومت کی جانب سے کھاد پر زرتلافی دینے کا نوٹیفیکشن 25 جون کو جاری کیا گیا جبکہ کمپنی نے 26 سے 30 جون یعنی صرف چار دنوں میں ایک بلین روپے سے زیادہ مالیت کی ڈی اے پی درآمدات ظاہر کیں۔ یاد رہے کہ حکومت نے گزشتہ سال زرعی شعبے کی خراب کارکردگی دیکھتے ہوئے ڈی اے پی کھاد کی درآمد پر 20 بلین روپے زرتلافی دینے کا اعلان کیا تھا جس کے نتیجے میں کسانوں کو مقامی منڈی میں ڈی اے پی کی بوری رعایتی قیمت 2,500 روپے میں دستیاب ہوئی۔ افسر کا کہنا تھا کہ اگر اسی طرح کے دعوے موصول ہوتے رہے تو پورے سال کے لیے دی جانے والی زرتلافی بہت جلد ختم ہوجائے گی۔ (دی ایکسپریس ٹربیون، 31 جولائی، صفحہ 11)

- زرعی مشینری

26 جولائی: مقامی ٹریکٹر صنعت نے انجینئرنگ ڈیولپمنٹ بورڈ (EDB) کی جانب سے بیلا روس کی منسک ٹریکٹر ورکس پاکستان لمیٹڈ کو ٹریکٹر تیار کرنے اور بغیر درآمدی محصول فاضل پرزہ جات درآمد کرنے کی اجازت دینے پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ اس عمل کو آٹو پالیسی 2016-2021 کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے مقامی صنعت نے حکومت پر زور دیا ہے کہ اس فیصلے پر نظر ثانی کی جائے۔ بغیر محصول پرزہ جات کی درآمد سے مقامی صنعت بہت زیادہ متاثر ہوگی۔ (ڈان، 27 جولائی، صفحہ 10)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

18 مئی: اولپرز بنانے والی کمپنی اینگرو فوڈز نے بغیر کوئی وجہ بیان کیے رمضان اور بجٹ کے موقع پر دودھ کی قیمت میں پانچ سے دس روپے فی لیٹر کا اضافہ کردیا ہے۔ ذرائع کے مطابق بجٹ 2016-17 میں ڈبہ بند دودھ پر دس فیصد سیلز ٹیکس اور دیگر ڈیری مصنوعات پر محصولات کی شرح میں اضافے کا امکان ہے جس کی وجہ سے صارفین کو قیمتوں میں مزید اضافے کا سامنا ہوسکتا ہے۔ فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) تجویز کرتا رہا ہے کہ کمپنیوں کے تیار کردہ ڈبہ بند دودھ کی فروخت پر دس فیصد کی شرح سے محصول نافذ ہونا چاہیے۔ بورڈ نے دہی، مکھن، بالائی، ذائقہ ملا دودھ اور پنیر پر بھی سیلز ٹیکس 10 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کرنے کی تجویز دی ہے۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 10)

17 جون: ایک خبر کے مطابق ''میٹ ون'' کے نام سے حلال گوشت کی خوردہ فروش کمپنی الشہیر کارپوریشن اور تیل کمپنی شیل نے مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت ملک بھر میں شیل کے پٹرول پمپوں پر ''میٹ ون'' کی دکانیں کھولی جائیں گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جون، صفحہ 11)

غذائی کمپنیاں

27 جولائی: امریکی فاسٹ فوڈ کمپنی ہیفس برگر نے پاکستان میں مقامی غذائی کمپنی کریسنٹ اسٹار فوڈز کی مدد سے اگلے چھ سالوں میں 10 دکانیں کھولنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ ملک میں دیگر غذائی کمپنیوں کی سرمایہ کاری سے کے ایف سی اور مکڈونلڈز کا اثر کم ہوا ہے۔ گوشت کی خوردہ فروش کمپنی الشہیر کارپوریشن کے مطابق پاکستان دنیا میں 20 سب سے زیادہ مرغی استعمال کرنے والے ممالک میں شامل ہے جہاں ہر سال تقریباً 834,000 ٹن مرغی کا گوشت استعمال ہوتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جولائی، صفحہ 11)

5 جولائی: ایک خبر کے مطابق دنیا میں موزے بنانے والی بڑی کمپنیوں میں شامل ایک معروف ٹیکسٹائل کمپنی انٹرلوپ لمیٹڈ نے پاکستان میں ڈیری کے کاروبار میں دو بلین روپے کی سرمایہ کاری سے انٹرلوپ ڈیریز لمیٹڈ قائم کی ہے جو اگلے سال منڈی میں دودھ کا نیا برآنڈ متعارف کرائے گی۔ کمپنی ایسے وقت میں سرمایہ کاری کررہی ہے جب ہالینڈ کی ڈیری کمپنی فرائس لینڈ کیمپنا نے 448 ملین ڈالر میں اینگرو فوڈز خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ کمپنی آسٹریلیا سے ہولسٹن فرائیسین نسل کی گائیں درآمد کرچکی ہے۔ کمپنی ویلیو چین، دودھ کے پلانٹ اور ترسیلی ڈھانچے کے لیے مزید 500 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جولائی، صفحہ 11)

9 اگست: موبائل فون کمپنی ٹیلی نار اور اینگرو کارپوریشن نے ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں جس کے تحت ٹیلی نار اینگرو کے دودھ جمع کرنے کے مراکز پر سافٹ ویئر کے زریعے دودھ فروخت کرنے والے کسانوں کے اعدادوشمار جمع کرے گا جس کے بعد ٹیلی نار نیٹ ورک کے زریعے کسانوں کو محفوظ طریقے سے رقم منتقل کی جاسکے گی۔ اس سہولت سے اینگرو کے 1,600 دودھ جمع کرنے والے مراکز کے 135,000 کسان فائدہ اٹھاسکیں گے۔ (بزنس ریکارڈر، 10 اگست، صفحہ 8)

- اینگرو فوڈز

4 جولائی: اینگرو کارپوریشن نے ہالینڈ کی ڈیری کمپنی فرائس لینڈ کیمپنا کو اینگرو فوڈز کے 51 فیصد حصص 448 ملین ڈالر میں فروخت کرنے کا معاہدہ کرلیا ہے۔ فرائس لینڈ کیمپنا نے کہا ہے کہ وہ اینگرو فوڈز کے حصص خریدنے کے لیے انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFC) اور ڈچ ترقیاتی بینک (FMO) کو شراکت دار بنائے گی۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 10)

کھاد کمپنیاں

- اینگرو فرٹیلائزرز

3 مئی: وزارت خزانہ نے مری گیس فیلڈ سے اینگرو فرٹیلائزرز کو گیس فراہم کرنے کی سختی سے مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ کھاد بنانے والے کارخانے GIDC (جی آئی ڈی سی) کی مد میں نادہندہ ہیں۔ وزارت نے اقتصادی رابطہ کمیٹی کی جانب سے مری پٹرولیم کمپنی کی اضافی گیس کھاد کی صنعت کو فراہم کرنے کی منظوری پر بھی اعتراض اٹھایا ہے۔ حکام کے مطابق مری پٹرولیم نے وزارت پٹرولیم وقدرتی وسائل کو آگاہ کیا تھا کہ یومیہ 91 ملین مربع فٹ گیس دو بجلی گھروں کو (اینگرو، جینکو) فراہم کی جاسکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 1)

- فوجی فرٹیلائزر

27 جولائی: فوجی فرٹیلائیزر نے 30 جون کو ختم ہونے والی دوسری سہاہی میں 2.8 بلین روپے کے خالص منافع کا اعلان کیا ہے جو گزشتہ سال اسی مدت میں حاصل کی گئی آمدنی 4.2 بلین روپے کے مقابلے 33 فیصد کم ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 جولائی، صفحہ 1)

VII۔ ماحول

4 جون: نیشنل فورم فار انوائرمنٹ اینڈ ہیلتھ (NFEH) اور SEPA (ایس ای پی اے) کی جانب سے مقامی ہوٹل میں منعقد کی گئی گول میز کانفرنس میں ماہرین کا کہنا تھا کہ ورلڈ اکنامک فورم کی جولائی 2015 کی تحقیق کے مطابق کراچی، پشاور اور راولپنڈی دنیا کے پانچ آلودہ ترین شہروں میں شامل ہیں۔ WTO (ڈبلیو ٹی او) کے مطابق سالانہ تقریباً 29,000 اموات ماحولیاتی مسائل کی وجہ ہوتی ہیں جبکہ معیشت کو 4.5 بلین روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ کانفرنس میں بتایا گیا کہ کراچی شہر کی 20 ملین آبادی کے لیے کم از کم 140 ملین درختوں کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 جون، صفحہ 15)

5 جون: پاکستان سمیت دنیا بھر میں 5 جون کو ماحولیات کا عالمی دن منایا گیا۔ اس حوالے سے وزارت موسمی تبدیلی اور دیگر اداروں کی جانب سے وفاقی اور صوبائی سطح پر کئی سیمنار منعقد کیے گئے۔ یہ دن اقوام متحدہ کے ماحولیاتی ادارے (UNEP) کی جانب سے ہر سال ماحولیاتی مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ (ڈان، 6 جون، صفحہ 3)

16 جون: پنجاب حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام 17-2016 میں محکمہ تحفظ ماحولیات (EPA) کے لیے 185 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ مختص کی گئی رقم کا بڑا حصہ ضلعی حکومتوں کے اشتراک سے حیاتیاتی تنوع پر مشتمل باغات (بائیو ڈائیورسٹی پارک) کے قیام، ہوا کا معیار جانچنے کے مراکز کی تنصیب، EPA (ای پی اے) پنجاب کی اہلیت میں اضافے اور نکاسی آب کی صفائی سے متعلق منصوبہ بندی پر خرچ کیا جائے گا۔ (بزنس ریکارڈر، 17 جون، صفحہ 13)

18 جولائی: انٹرنیشنل یونین فار کنزرویشن آف نیچر (IUCN) نے چین اور پاکستان کی حکومتوں کو کہا ہے کہ وہ سی پی ای سی کی تعمیر میں ماحولیاتی مسائل کا خیال رکھیں۔ پاکستان میں IUCN (آئی یو سی این) کے نمائندے محمود اختر چیمہ نے کہا ہے کہ راہداری منصوبہ قدرتی طور پر محفوظ کئی علاقوں سے گزرے گا۔

ادارہ صرف منصوبے پر تجاویز ہی نہیں بلکہ ماحولیاتی نکتہ نظر سے اہم مزید قدرتی محفوظ علاقوں کی نشاندہی بھی کرے گا۔ (ڈان، 19 جولائی، صفحہ 17)

زمین

- فضلہ

23 جون: ڈائریکٹر جنرل ایس ای پی اے نعیم احمد مغل نے راجپوتانہ اور لیاقت یونیورسٹی اسپتال سمیت دیگر اسپتالوں کی انتظامیہ کو خبردار کیا ہے کہ اگر انہوں نے اسپتال کا فضلہ اسپتال مینجمنٹ رول 2014 کے مطابق تلف نہیں کیا تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسپتالوں کا فضلہ صحت اور ماحول کے لیے خطرہ ہے اور تمام اسپتالوں میں اس حوالے سے قوانین پر عمل ہونا چاہیے۔ (ڈان، 24 جون، صفحہ 19)

4 جولائی: اسلام کوٹ، تھرپارکر میں زیرِ زمین پانی کے ذخائر کی تعمیر کے حوالے سے ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل اللہ بچایو سومرو نے سندھ ہائی کورٹ، حیدرآباد سرکٹ میں جواب داخل کردیا ہے جس میں منصوبے کے خلاف داخل کی گئی درخواست کو سیاسی قرار دیا گیا ہے۔ مٹھی، اسلام کوٹ کے رہائشی جناب لاکھو اور 10 دیگر درخواست گزاروں نے عدالت میں دائر درخواست میں موقف اختیار کیا تھا کہ تھرکول اینڈ انرجی بورڈ (TCEB) اور سندھ اینگرو کول مائننگ کمپنی (SECMC) کے مطابق وہ اسلام کوٹ تعلقہ میں گورانو کے مقام پر درخواست گزاروں کی زمین پر ڈیم تعمیر کررہے ہیں۔ ڈیم 2,700 ایکڑ زمین کا احاطہ کرے گا جس میں کوئلے کی کان سے نکالا گیا پانی ذخیرہ کیا جائے گا۔ درخواست گزاروں کے مطابق ڈیم سے نہ صرف ان کی اپنی زمین بلکہ دیگر 15 دیہات کی زمین بھی برباد ہوجائے گی۔ ان دیہات کی 15,000 افراد پر مشتمل آبادی کا ذریعہ معاش زراعت اور مال مویشی پالنا ہے جو ڈیم کی تعمیر سے متاثر ہوگا۔ درخواست گزاروں کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ کانوں سے نکالے گئے پانی کا ذخیرہ زمین، میٹھے پانی

کے کنویں، 200,000 درختوں اور علاقے کی جنگلی حیات کو متاثر کرے گا۔ (ڈان، 5 جولائی، صفحہ 19)

3 اگست: سندھ ہائی کورٹ، حیدرآباد سرکٹ نے سندھ اینگرو کول مائننگ کمپنی (SECMC) کی درخواست جس میں ایس ای پی اے کو آئینی درخواست میں فریق بنانے کی اپیل کی گئی تھی منظور کرلی ہے۔ آئینی درخواست میں اسلام کوٹ میں تھرکول پروجیکٹ II میں ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کی گئی ہے۔ (ڈان، 4 اگست، صفحہ 19)

- جنگلات

2 مئی: ایک خبر کے مطابق لاہور گذشتہ دو سالوں میں مختلف ترقیاتی منصوبوں کی وجہ سے 2,200 درختوں سے محروم ہوچکا ہے اور رواں سال دیگر بڑے منصوبوں کی بدولت مزید 1,700 درختوں سے محروم ہوجائے گا۔ مختلف ترقیاتی منصوبوں کے لیے کاٹے گئے درختوں میں جامن، لیموں، شیشم، کیکر، امرود، نیم، اور آم کے درخت بھی شامل ہیں۔ (ڈان، 3 مئی، صفحہ 2)

25 جون: وفاقی حکومت نے بجٹ 17-2016 میں سرسبز پاکستان منصوبے (گرین پاکستان پروگرام) کے لیے ایک بلین روپے مختص کردیے ہیں لیکن تاحال شجرکاری اور درختوں کی کٹائی سے متعلق جامع پالیسی وضع نہیں کی جاسکی ہے۔ پروگرام کے تحت اگلے پانچ سالوں میں 100 ملین درخت لگائے جائیں گے جس پر تقریباً 10 بلین روپے لاگت آئے گی۔ وفاقی حکومت نے صوبوں سے منصوبے کا 50 فیصد بجٹ ادا کرنے کا مطالبہ کیا ہے جس پر سندھ اور بلوچستان حکومت کی رضامندی کا انتظار ہے جبکہ خیبر پختونخوا حکومت نے اس منصوبے میں شرکت سے انکار کردیا ہے کیونکہ صوبہ پہلے ہی شجرکاری مہم کا آغاز کرچکا ہے جس کے لیے صوبائی بجٹ میں دو بلین روپے مختص کیے جاچکے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 26 جون، صفحہ 17)

10 جولائی: کراچی میں تیزی سے جاری ترقی اور درختوں کی کٹائی نہ صرف رہائشیوں بلکہ یہاں رہنے والے پرندوں اور جانوروں کو بھی متاثر کررہی ہے۔ متنوع جنگلی حیات جو ماحولیاتی پائیداری کے لیے بہت اہم ہوتی ہے اس حد تک کم ہوگئی ہے کہ اب صبح کے وقت کوئی چڑیوں کی چہچہاہٹ نہیں سنتا۔ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ پاکستان (WWF-P) میں ماحولیات کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے عمیر شاہد کے مطابق جنگلی حیات کا تحفظ لازمی ہے کیونکہ جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھتے ہیں جو زندگی کے لیے معاون ہوتے ہیں۔ سانپ چاول کی فصل کو چوہوں سے بچاتے ہیں، پرندے ان کیڑوں مکوڑوں کو قابو کرتے ہیں جو پھلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 جولائی، صفحہ 15)

15 جولائی: ناقص منصوبہ بندی اور اداروں کے درمیان روابط نہ ہونے کے سبب پختونخوا ہائی ویز اتھارٹی (PKHA) کی جانب سے کوہاٹ تا ہنگو 24 کلومیٹر طویل سڑک کو چوڑا کرنے کے لیے سینکڑوں درخت کاٹ دیے گئے ہیں۔ کوہاٹ میں محکمہ جنگلات کے افسر نے تصدیق کی ہے کہ سڑک کے دونوں جانب مقامی اور درآمد شدہ 654 درختوں کو کاٹا گیا ہے جبکہ مزید 639 درختوں کو کاٹنے کی نشاندہی کرلی گئی ہے۔ (ڈان، 61 جولائی، صفحہ 7)

- جنگلی حیات

مور:

7 مئی: بظاہر شدید گرمی کی وجہ سے تھر میں درجنوں موروں کی اموات کے بعد وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے ہدایت کی ہے کہ فوری طور پر جانوروں کے ڈاکٹر کی ٹیم متاثرہ ضلع میں روانہ کرکے موروں کی اموات کی وجوہات کا پتہ لگایا جائے اور اس حوالے سے پیشگی انتظامات کیے جائیں۔ گزشتہ کچھ سالوں سے تھر میں ہر سال درجنوں اور بعض اوقات سینکڑوں موروں کی اموات کا سلسلہ جاری ہے۔ گزشتہ دو

سالوں سے یہ خوبصورت پرندے تھر میں شدید گرمی اور خشک سالی کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ کچھ رپورٹوں کے مطابق پرندوں میں ایک دوسرے سے لگنے والی بیماریاں بھی پائی گئی ہیں۔ (ڈان، 8 مئی، صفحہ 19)

9 مئی: تھر کے مختلف دیہات میں 10 مزید مور مرگئے ہیں جس کے بعد گزشتہ چار ہفتوں میں مرنے والے موروں کی تعداد 190 ہوگئی ہے۔ محکمہ جنگلی حیات کے ضلعی افسر اشفاق احمد میمن کے مطابق وزیر اعلی کی طرف سے اعلان کردہ کوئی ٹیم اب تک تھر نہیں پہنچی ہے۔ افسر کا کہنا تھا کہ صرف 10 مور مرے ہیں جو قدرتی عمل ہے۔ موروں کی اموات کی غلط اطلاعات کے ذمہ دار ذرائع ابلاغ ہیں۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 19)

8 جولائی: تھر کے مختلف دیہات میں رانی کھیت کی بیماری سے گزشتہ دو دنوں میں 20 مور مرگئے ہیں جبکہ درجنوں بیماری کے زد میں آگئے ہیں۔ مقامی افراد کا کہنا ہے کہ ریگستان کی یہ خوبصورتی داؤ پر لگ چکی ہے اور انہیں خدشہ ہے کہ اس بیماری سے مزید مور مر سکتے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 9 جولائی، صفحہ 15)

پانی

8 جون: پاکستان میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے تحت چلنے والے ایک منصوبے (GEF small grant fund) کے رابطہ کار مسعود لوہار کے مطابق دنیا کے پانچویں بڑے ڈیلٹا، انڈس ڈیلٹا کو کوٹری بیراج سے نیچے کی طرف پانی کے کم بہاؤ کی وجہ سے شدید خطرات کا سامنا ہے۔ دریائے سندھ کے پانی کے کم بہاؤ کی وجہ سے دلدلی زمین کم ہوتی جارہی ہے۔ ٹھٹھہ، سجاول اور بدین میں حال ہی میں 42 چھوٹی جھلیں اور اس کے اطراف کا سبزہ برباد ہوچکا ہے۔ 1935 سے پہلے دریائے سندھ کا 150 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گرتا تھا جو 1950 میں کم ہوکر 80 ملین ایکڑ فٹ ہوگیا جو مزید کم ہوتے ہوئے 2-2001 میں دو ملین ایکڑ فٹ رہ گیا ہے جس کے نتیجے میں دریائی مٹی کا ذخیرہ کم ہوگیا اور

زمینی کٹاؤ بڑھنے لگا ہے۔ (ڈان، 9 جون، صفحہ 19)

- آلودگی

19 جون: ایڈیشنل سیکریٹری وزارت سائنس وٹیکنالوجی محمد اشرف نے اسلام آباد میں ایک ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ گڈانی کے ساحل پر واقع پرانے بحری جہازوں کو توڑنے کی صنعت (شپ بریکنگ یارڈ) پر ہزاروں ٹن زہریلا فضلہ جمع ہورہا ہے جو کہ سمندری ماحولیات، مزدوروں اور مقامی آبادیوں کی زندگی کو نقصان پہنچارہا ہے۔ اس موقع پر محکمہ موسمی تبدیلی کے جوائنٹ سیکریٹری افتخارالحسن شاہ کا کہنا تھا کہ بحری جہازوں کے مالکان جہازوں کو محفوظ طریقے سے تلف کرنے کے ذمہ دار ہیں اور انہیں اس کام کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 4)

19 جولائی: وزیر ماحولیات سندھ ڈاکٹر سکندر مینڈھرو نے صنعتی اور شہری فضلہ بغیر صاف کیے پھلیلی کنال میں ڈالے جانے پر عوامی شکایات کا نوٹس لیا ہے۔ اس حوالے سے حیدرآباد میں ہونے والے ایک اجلاس میں ڈائریکٹر ایس ای پی اے نعیم احمد مغل نے حیدرآباد کے صنعتی نمائندوں کو کہا ہے کہ وہ کارخانوں میں فضلہ صاف کرنے والے پلانٹ (ٹریٹمنٹ پلانٹ) لگائیں۔ (ڈان، 20 جولائی، صفحہ 19)

21 جولائی: ایک خبر کے مطابق پشاور ہائی کورٹ نے شہر سے گزرنے والی کنالوں میں بڑھتی ہوئی آلودگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک کمیشن قائم کرنے کا حکم دیا ہے جو آلودگی کی جانچ کرے اور اس حوالے سے تجاویز دے۔ سماعت کے موقع پر خیبر پختونخوا کے ڈائریکٹر جنرل ای پی اے محمد بشیر خان نے بتایا کہ چھ مقامات کی نشاندہی کی جاچکی ہے جن میں سے مقامی حکومت کا ادارہ ایک مقام منتخب کرے گا جہاں شہر کا فضلہ ڈالا جاسکے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 جولائی، صفحہ 2)

نگلیریا:

25 جولائی: کراچی میں نگلیریا سے ایک اور 17 سالہ بچہ ہلاک ہوگیا جو دو ہفتے پہلے ہی کینجھر جھیل نہانے گیا تھا۔ ایک مہینے میں نگلیریا سے ہونے والی یہ دوسری ہلاکت ہے۔ حکومت سندھ کے نگلیریا پروگرام کے ترجمان ڈاکٹر سید ظفر مہدی کے مطابق حکومت نے اب تک کمیٹی کو درکار بجٹ اور وسائل فراہم نہیں کیے ہیں۔ یہ کمیٹی نگلیریا کے پھیلاؤ کی جانچ کرنے کے لیے گزشتہ سال قائم کی گئی تھی۔ (ڈان، 26 جولائی، صفحہ 17)

- آبی حیات

15 جون: کراچی کے ساحل سمندر (سینڈز پٹ) پر تعمیراتی سرگرمیوں سے کچھوے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں جو انڈے دینے کے لیے ساحل کا رخ کرتے ہیں۔ سمندری آلودگی میں اضافے خاص طور پر پلاسٹک کا فضلہ بھی سبز کچھوؤں کو متاثر کر رہا ہے۔ WWF-P (ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان) کے تکنیکی مشیر ڈاکٹر معظم علی خان کے مطابق سمندری کچھوؤں کی سات میں سے پانچ اقسام بحر ہند میں پائی جاتی ہیں جنہیں پاکستان میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 16 جون، صفحہ 14)

فضا

- آلودگی

28 مئی: اسلام آباد میں گاڑیوں کی تعداد اور صنعتوں میں اضافے کی وجہ سے فضائی آلودگی بڑھ رہی ہے۔ وزارت موسمی تبدیلی کے مطابق وزات کے پاس 2011 کے بعد سے ماحول سے متعلق کوئی معلومات نہیں کیونکہ ماحول کی جانچ کرنے کا نظام انوائرمنٹل مانیٹرنگ سسٹم (EMS) 2011 سے غیر فعال ہے۔ یہ نظام 1.2 بلین روپے لاگت سے جاپانی حکومت کی مدد سے خریدا گیا تھا۔ اس نظام کو ٹھیک کرنے کے لیے 1.8 ملین روپے کے اجراء کے باوجود وفاقی ای پی اے اپنے ادارے میں نصب ماحول کی جانچ

کے نظام کو بحال کرنے میں ناکام ہے۔ (ڈان، 29 مئی، صفحہ 4)

آلودگی، صحت و تحفظ

6 مئی: وزیر خوراک سندھ ناصر حسین شاہ نے پنجاب کی طرح صوبے میں سندھ فوڈ اتھارٹی کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ سندھ فوڈ اتھارٹی کا مسودہ محکمہ داخلہ، ریونیو، صحت، زراعت اور دیگر متعلقہ محکمہ جات کی مشاورت سے تیار کیا گیا ہے۔ وزیر اعلی کو دی گئی تفصیل کے مطابق مجوزہ فوڈ اتھارٹی اور مقامی حکومتوں کے اختیارات متصادم نہیں ہونگے۔ اس حوالے سے بلدیہ عظمی کراچی (KMC) کے سینئر ڈائریکٹر (فوڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول) منصور حسین نے کہا ہے کہ ان کا ادارہ پیور فوڈ ایکٹ 1960 کے تحت سندھ فوڈ اتھارٹی کے قیام کے بعد بھی کام کرے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 7 مئی، صفحہ 13)

VIII۔ موسمی تبدیلی

30 اپریل: ایک خبر کے مطابق وزارت موسمی تبدیلی کو مالی سال 17-2016 کے بجٹ میں طلب کردہ رقم کا 12 فیصد ملنے کا امکان ہے۔ وزارت نے عوامی ترقیاتی منصوبوں (PSDP) کی مد میں 343.085 ملین روپے طلب کیے تھے لیکن منصوبہ بندی کمیشن 40 ملین روپے سے زیادہ رقم دینے پر آمادہ نہیں۔ کمیشن کے مطابق وازرت گزشتہ تین سالوں سے اپنے وسائل استعمال نہیں کررہی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 1 مئی، صفحہ 4)

18 مئی: محکمہ موسمیات کے مطابق حیدرآباد میں بدھ، 18 مئی، گزشتہ 84 سالوں کا گرم ترین دن تھا جب درجہ حرارت 49 ڈگری سینٹی گریڈ درج کیا گیا۔ اس سے پہلے 1932 میں حیدرآباد میں درجہ حرارت 49.5 ڈگری سینٹی گریڈ درج کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ تین علاقوں دادو، سکھر اور نوشہروفیروز میں درجہ حرارت 51 ڈگری سینٹی گریڈ، تھرپارکر میں 49 ڈگری سینٹی گریڈ اور نواب شاہ میں 48 ڈگری سینٹی گریڈ

درج کیا گیا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 مئی، صفحہ 13)

26 مئی: سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے موسمی تبدیلی کے چیئرمین یوسف بدینی نے کہا ہے کہ پاکستان موسمی تبدیلی کے سبب دنیا کے 10 سب سے زیادہ متاثر ہونے والے ممالک میں سے ایک ہے اور اس مسئلے کو قومی سطح پر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد ماحولیاتی و موسمی مسائل اب صوبائی ذمہ داری ہیں لیکن سمندر صرف صوبوں تک محدود نہیں ہے یہ قومی اثاثہ ہے۔ کئی حکومتی محکمے ہیں جو سمندر کو آلودہ کرنے میں ملوث ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطیاں درست کریں ایک دوسرے پر الزام تراشی کی جاتی ہے۔ کمیٹی کوشش کررہی ہے کہ تمام فریقین کو ایک پلیٹ فارم پر لاکر مسائل کے حل کے لیے طریقہ کار وضع کرے۔ اسی طرح ہم سمندری آلودگی کو روک سکتے ہیں۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 مئی، صفحہ 15)

سبز معیشت

- شمسی توانائی

2 جولائی: بلوچستان حکومت نے صوبے کے مختلف مقامات پر 1,000 میگاواٹ کے شمسی بجلی گھر نصب کرنے کے لیے کچھ دن پہلے اسلام آباد میں ایک معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ معاہدے کے تحت صوبے میں 50 میگاواٹ پیداواری صلاحیت کے شمسی بجلی گھروں کے لیے 20 مقامات منتخب کیے جائیں گے۔ (ڈان، 3 جولائی، صفحہ 5)

3 جون: حکومت نے عوامی ترقیاتی پروگرام 17-2016 میں وزارت موسمی تبدیلی کے دو جاری اور ایک نئے منصوبے کے لیے 1,027 ملین روپے مختص کیے ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 4 جون، صفحہ 11)

6 جون: چیئرمین نیشنل ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (NDMA) میجر جنرل اصغر نواز نے کہا ہے کہ پاکستان زلزلوں، سیلابوں اور موسمی تبدیلی کے تناظر میں کئی مشکلات کا شکار ہے۔ ملک دس سب زیادہ متاثرہ ممالک میں آٹھویں نمبر پر ہے۔ چیئرمین نے مزید کہا کہ محکمہ موسمیات کے پاس شدید طوفانوں کی پیشگوئی کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ ادارے کے پاس محدود وسائل ہیں جن کے زریعے وہ کام کام کررہا ہے۔ (ڈان، 7 جون، صفحہ 5)

13 جولائی: وفاقی حکومت نے عالمی حدت اور موسمی تبدیلی سے موثر طریقے سے نمٹنے کے لیے ایک کلائمٹ چینج اتھارٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزارت موسمی تبدیلی نے پاکستان کلائمٹ چینج ایکٹ 2016 تیار کرلیا ہے جو جلد منظوری کے لیے ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 14 جولائی، صفحہ 11)

13 جولائی: سیلاب سے متعلق وفاقی ادارہ فیڈرل فلڈ کمیشن (FFC) کی حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کو گزشتہ 68 سالوں میں سیلابوں کے نتیجے میں مجموعی 38.165 بلین ڈالر کا نقصان ہوا ہے پر ابھی تک اس سے بچنے کے لیے جامع لائحہ عمل تیار نہیں کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق اب تک 23 بڑے سیلابوں سے تقریباً 12,177 افراد جان بحق ہوئے ہیں، 197,230 دیہات تباہ ہوئے یا انہیں نقصان ہوا اور 616,598 مربع کلومیٹر زمینیں متاثر ہوئی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پاکستان لگاتار چھ سالوں سے سیلاب سے متاثر ہورہا ہے جس کی وجہ عالمی حدت اور موسمی تبدیلی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 14 جولائی، صفحہ 9)

11 جولائی: ایک مضمون کے مطابق گزشتہ ماہ سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے موسمی تبدیلی کے اجلاس میں محکمہ موسمیات کے حکام نے انکشاف کیا کہ وہ پرانے (زائد المعیاد) ریڈاروں سے کام کررہے ہیں۔ موسمیات سے متعلق معلومات اکھٹی کرنے کے لیے 22 ریڈاروں کی ضرورت ہے اور اس وقت صرف سات ریڈار ہیں جن کی معیاد ختم ہوچکی ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ 1978 میں سیالکوٹ میں نصب کیا جانے والا

ریڈار اب بھی کام کررہا ہے۔ ریڈار کی معیاد 10 سال ہوتی ہے لیکن پاکستان میں تمام ریڈار 20 سال پرانے ہیں اور انہیں کارآمد کہا جاتا ہے۔ (اشفاق بخاری، ڈان، 11 جولائی، صفحہ 4، بزنس اینڈ فنانس)

12 جولائی: خیبر پختونخوا میں بڑھتا ہوا درجہ حرارت اور بے موسم بارشوں کے نظام سے شہد کی مکھیوں کی تعداد میں بڑے پیمانے پر کمی واقع ہوئی ہے جس کے نتیجے میں شہد کی پیداوار بھی متاثر ہوئی ہے۔صوبے میں موسمی تبدیلی نے ہزاروں مکھی بانی کرنے والوں کا روزگار برباد کردیا ہے۔ اس پیشے سے وابستہ ایک مقامی شخص عدنان احمد کا کہنا ہے کہ شہد کی مکھیوں کی مرنے کی شرح بہت بڑھ گئی ہے اور اب اس کاروبار کو جاری رکھنا مشکل ہوگیا ہے۔ پشاور یونیورسٹی کے شعبہ حیوانیات کے سربراہ ڈاکٹر عنایت علی شاہ جہان کے مطابق مکھی کے چھتے کا درجہ حرارت ہمیشہ 40 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ ہوتا ہے ایسے میں علاقے کا درجہ حرارت بڑھنا مکھیوں کے لیے خطرناک ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 13 جولائی، صفحہ 2)

- بائیوگیس

4 مئی: ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ یہ بات سکھر سے 20 کلومیٹر دور ایک گاؤں کے زمیندار چودھری مجید نے سچ کر دکھائی جنہوں نے اپنے گاؤں میں خود بائیوگیس کا پلانٹ بنایا۔ چوہدری مجید کے مطابق وہ اکثر فیصل آباد جاتے ہیں اور وہاں سے اس پلانٹ کی نقل کی۔ انہوں نے اس پلانٹ کی تنصیب کے طریقے کو بھی واضح کیا اور دوسرے زمینداروں کو بھی اپنے علاقوں میں اس پلانٹ کی تنصیب کا مشورہ دیا۔ بائیوگیس پلانٹ کے اس طریقے کی ای پی اے کے ڈائریکٹر وقار حسین پھلپھوٹو نے توثیق کی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 5 مئی، صفحہ 15)

16 مئی: وزیر زراعت پنجاب فرخ جاوید کے مطابق حکومت ڈیزل پر انحصار کم کرنے کے لیے بائیوگیس پلانٹ کو فروغ دے رہی ہے۔ ڈیزل پمپوں کی بائیوگیس پر منتقلی کے لیے اخراجات کا 50 فیصد حکومت ادا کررہی ہے جس کی لاگت فی ٹیوب ویل 200,000 سے 400,000 روپے ہے۔ اس منصوبے سے ہر

سال 30 بلین ڈالر مالیت کے 288 ملین لیٹر ڈیزل کا استعمال کم ہوگا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 مئی، صفحہ 11)

25 جولائی: یو اے ایف وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر اقرار احمد خان نے کہا ہے کہ پاکستان ہر سال بڑی تعداد میں بائیو ماس یا فصلوں کا فضلہ پیدا کرتا ہے جسے توانائی میں تبدیل کرکے بجلی کے بحران میں کمی کی جاسکتی ہے۔ چین کے تعاون سے یونیورسٹی کے تحقیقی مرکز پر قائم کیے جانے والے 100 کلوواٹ کے بائیوماس بجلی گھر کا افتتاح کرتے ہوئے وائس چانسلر کا کہنا تھا کہ یہ پلانٹ زرعی فضلے سے بجلی پیدا کرے گا جس سے کم از کم 50 گھروں کو بجلی فراہم کی جاسکتی ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 26 جولائی، صفحہ 11)

IX۔غربت اور غذائی کمی

غربت

16 مئی: عالمی غذائی پروگرام (WFP) کے علاقائی ڈائریکٹر ڈیوڈ کیٹرڈ (David Kaatrud) سے ملاقات کے بعد وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے بھوک کے خاتمے اور غربت میں کمی کے لیے پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) سے متعلق ترجیحی مسائل پر بات کرنے کے لیے چاروں صوبوں کے وزراء زراعت کے ساتھ اجلاس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ عالمی غذائی پروگرام کے نمائندے نے پاکستان سے متعلق اپنے تجزیے میں لکھا ہے کہ ملک میں ضرورت سے زائد خوراک ہے لیکن کافی آبادیوں کو ضرورت کے مطابق خوراک تک رسائی حاصل نہیں اور انہیں غذائی عدم تحفظ کے خطرے کا سامنا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 مئی، صفحہ 10)

2 جون: USAID (یو ایس ایڈ) نے پاکستان کو 21 ملین ڈالر غذائی امداد دینے کا اعلان کیا ہے۔ اقوام متحدہ کے WFP (ڈبلیو ایف پی) کے ذریعے تقریباً 26,000 میٹرک ٹن گندم آٹے میں تبدیل کرکے اور

اس میں اضافی غذائیت (fortify) شامل کرنے کے بعد غریبوں تک پہنچایا جائے گا۔ اس کے علاوہ 6,500 ٹن خوراک مستحق خاندانوں خصوصاً وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں تقسیم کی جائے گی۔ یو ایس ایڈ کے مشن ڈائیریکٹر جان گروارک نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان میں بھوک سے مقابلے کے لیے پرعزم ہے۔ ڈبلیو ایف پی کی ڈایریکٹر لولا کاسترو (Lola Castro) نے کہا کہ امریکہ، ڈبلیو ایف پی اور حکومت پاکستان کی مضبوط حکمت عملی قدرتی اور دیگر غیر قدرتی آفات سے متاثرہ لاکھوں پاکستانیوں کی زندگی بہتر بناسکتی ہے۔ (ڈان، 3 جون، صفحہ 5)

3 جون: تھرپارکر میں بچوں کی اموات اور غربت کے حوالے سے لکھے گئے ایک مضمون کے مطابق تھر میں اس سال جنوری سے اب تک 150 بچوں کی اموات درج کی گئیں، تقریباً اتنی ہی جتنی آرمی پبلک اسکول پشاور پر حملے سے ہوئی تھیں۔ بچوں کی اموات کی وجہ بارشوں کا نہ ہونا، پانی کی قلت، خوراک و ادویات اور طبی سہولیات کی کمی بتائی گئی ہے۔ نجی کمپنیوں اور حکومت کے لیے اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ خوراک پانی اور طبی سہولیات تھرپارکر تک پہنچائیں؟ جواب سادہ سا ہے کہ تھر کے عوام وہاں پہنچائی گئی یہ سہولیات خرید نہیں سکتے۔ ایسی صورتحال میں وفاقی اور صوبائی حکومت تھرپارکر میں خشک سالی کے دوران باآسانی ایک امدادی پیکج دے سکتی ہیں۔ جب اربوں روپے کے جنگی جہاز خریدے جاسکتے ہیں، راہداریاں، موٹروے اور زیر زمین راستے بنائے جاسکتے ہیں تو تھرپارکر کے بچوں پر چند ارب روپے خرچ کیوں نہیں کیے جاسکتے؟ وفاقی اور صوبائی حکومت دونوں ہی ان اموات کی ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ باآسانی ان تمام مسائل کا حل نکال سکتی تھیں۔ (فیصل باری، ڈان، 3 جون، صفحہ 8)

7 جون: گورنر سندھ عشرت العباد خان نے ایم ڈی اے اور ادارہ ترقیات لیاری (LDA) کی کارکردگی پر ہونے والے ایک اجلاس میں کراچی میں غریب آبادیوں کو کم قیمت پر رہائشی منصوبوں کی فراہمی یقینی بنانے کی ہدایت کی ہے۔ گورنر سندھ نے مزید کہا کہ پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ (PPP) طریقہ کار اپنا کر کم قیمت رہائشی منصوبوں کی برقت تکمیل اور معیار کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ (ڈان، 8 جون، صفحہ 17)

23 جون: UNDP (یو این ڈی پی) اور آکسفورڈ پاورٹی اینڈ ہیومن ڈیولپمنٹ انیشیٹو (OPHI) کی مدد سے منصوبہ بندی کمیشن کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق پاکستان کی تقریبا 40 فیصد آبادی کئی طرح کی غربت (ملٹی ڈائمنشل پاورٹی) کی شکار ہے۔ عالمی سطح پر ملٹی ڈائمنشنل پاورٹی انڈیکس (MPI) غربت کو ناپنے کا طریقہ کار ہے جو تین زاویوں تعلیم، صحت اور معیار زندگی کے ذریعے غربت کی پیائش کرتا ہے ناکہ اشیاء کے استعمال کی بنیاد پر۔ (بزنس ریکارڈر، 24 جون، صفحہ 2)

27 جون: ایک مضمون کے مطابق مواصلاتی سیارے سے لی گئی تصاویر کی بنیاد پر کی گئی تحقیق میں دعوی کیا گیا ہے کہ پاکستان کی 70 فیصد آبادی شہروں میں رہائش پزیر ہے اور تقریبا نصف شہری آبادی غیر رسمی آبادیوں یا کچی آبادیوں میں رہتی ہے۔ اس حساب سے تقریبا 63 ملین افراد کچی آبادیوں میں رہائش پزیر ہیں۔ (ندیم الحق اور علی سلمان، دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جون، صفحہ 11)

3 جولائی: ایک مضمون کے مطابق حالیہ سیلابوں اور حکومتی بدانتظامی کی وجہ سے سندھ کی 75 فیصد دیہی آبادی سخت غربت میں زندگی گزار رہی ہے۔ صوبہ سندھ بلوچستان کے بعد دوسرا غریب ترین صوبہ ہے۔ اقوام متحدہ کی 2014-15 کی ایک رپورٹ (ملٹی ڈائیمنشنل پاورٹی ان پاکستان) کے مطابق سندھ کے شہری علاقوں میں غربت 10.6 فیصد جبکہ دیہی علاقوں میں 75.5 فیصد ہے۔ یہ اعداد وشمار غربت ناپنے کے نئے طریقہ کار کے مطابق جاری کیے گئے ہیں جس میں صحت، تعلیم اور معیار زندگی کے اشاریے غربت کو ناپنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ضلع عمرکوٹ میں جہاں آدھی آبادی ہندو برادری پر مشتمل ہے 84.7 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے جہاں 2012-13 میں یہ شرح 80.7 فیصد تھی۔ اسی طرح ضلع ٹھٹھہ میں 78.5 فیصد آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے جو 2012-13 میں 76.5 فیصد تھی۔ ضلع تھرپارکر میں شرح 87 فیصد ہے جو 2012-13 میں 84.6 فیصد تھی۔ (عرفان غوری، دی ایکسپریس ٹریبیون، 3 جولائی، صفحہ 12)

4 اگست: اخباری اداریے کے مطابق یو این ڈی پی کی گزشتہ ہفتے عدم مساوات پر شائع کردہ رپورٹ (Development Advocate Pakistan) میں امیر اور غریب کے درمیان آمدنی کے بڑھتے ہوئے فرق کا پریشان کن مشاہدہ کیا گیا ہے۔ دولت اور آمدنی میں عدم مساوات میں نہ صرف عالمی طور پر بلکہ پاکستان میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان کے 20 فیصد امیر 20 فیصد غریبوں کے مقابلے میں سات گناہ زیادہ خرچ کررہے ہیں۔ پاکستان میں عدم مساوات میں اضافے کی ایک بنیادی وجہ ہمارا ٹیکس کا نظام بھی ہے جہاں زیادہ تر ٹیکس آمدنی پر عائد کرنے کے بجائے خرچ پر براہ راست ٹیکس (ودہولڈنگ اور سیلز ٹیکس) کی صورت لگایا جاتا ہے۔ ملکی بجٹ کا زیادہ تر حصہ براہ راست ٹیکسوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہاں امید ہی کی جاسکتی ہے کہ وزارت خزانہ ٹیکس نظام میں اصلاحات کا آغاز کرے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 اگست، صفحہ 20)

غذائی کمی

20 جولائی: پاکستان تکنیکی اور اقتصادی بڑھوتری کے باوجود غذائی کمی کے مسائل کا شکار ہے۔ منصوبہ بندی کمیشن اور ڈبلیو ایف پی کی جانب سے پیش کردہ ایک رپورٹ (Minimum Cost of the Diet in Pakistan) کے مطابق غربت اور خوراک تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں ہر تین میں سے دو گھرانے غذائی کمی کا شکار ہیں۔ رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ صورتحال تیزی سے خراب ہورہی ہے۔ اس وقت بلوچستان کے 83.4 فیصد گھرانے، سندھ کے 70.8 فیصد، خیبر پختونخوا کے 67.4 اور پنجاب کے 65.6 فیصد گھرانے غذائی کمی کا شکار ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 21 جولائی، صفحہ 2)

26 جولائی: پاکستان ان 10 ممالک میں شامل ہے جہاں پر بچے اپنی عمر کے مقابلے قد وقامت میں کم ہوتے ہیں۔ ملک میں بچوں کی آدھی سے زیادہ آبادی گندگی، بیت الخلاء (لیٹرین) صاف نہ ہونے اور پانی صاف نہ ہونے کی بناء پر نشونما میں کمی (اسٹنٹڈ) کا شکار ہیں۔ واٹر ایڈ کی جاری کردہ ایک تحقیق

(Caught Short) کے مطابق پانچ سال سے کم عمر کے 9.9 ملین پاکستانی بچوں کی نشوونما کم ہے جو بھارت اور نائیجیریا کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 27 جولائی، صفحہ 3)

2 اگست: خشک سالی سے متاثرہ تھرپارکر میں بیماری اور غذائی کمی کی وجہ سے نومولود اور چھوٹے بچوں کی اموات کا سلسلہ جاری ہے۔ محکمہ صحت کے مطابق گزشتہ سات ماہ میں 289 بچے تھرپارکر کے اسپتالوں میں دم توڑ چکے ہیں اور 465 بچوں کو مزید علاج کے لیے کراچی اور حیدرآباد روانہ کیا گیا۔ محکمے کے ضلعی افسر ڈاکٹر چندر لال کا کہنا ہے کہ انہوں نے سول اسپتال مٹھی کے سرجن ڈاکٹر محمد اقبال بھرگڑی کو ہدایت دے دی تھیں کہ وہ ان اسپتالوں سے رابطہ کرکے رپورٹ دیں جہاں ان بچوں کو مزید علاج کے لیے روانہ کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر چندر لال کا کہنا تھا کہ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ بچے زندہ ہیں یا نہیں۔ (ڈان، 3 اگست، صفحہ 19)

5 اگست: پاکستان میں آسٹریلیا کی ہائی کمشنر مارگریٹ ایڈمسن نے کہا ہے کہ ان کی حکومت عالمی بینک کے زریعے بلوچستان حکومت کی غذائی کمی سے متعلق مسائل حل کرنے اور ماں کے دودھ کو بطور غذا فروغ دینے کے لیے مدد کررہی ہے۔ اس حوالے سے 17 ملین آسٹریلین ڈالر کا منصوبہ بلوچستان کے سات اضلاع میں غذائیت تک عوامی رسائی کو بہتر بنائے گا۔ (ڈان، 6 اگست، صفحہ 5)

27 اگست: وفاقی محتسب کی یونائیٹڈ نیشنز انٹرنیشنل چلڈرنز ایمرجنسی فنڈ (UNICEF) کے اشتراک سے مرتب کردہ رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں گزشتہ دو دہائیوں میں بچوں کی اموات کی شرح کم ہوئی ہے لیکن پاکستان میں صورتحال بہتر نہیں ہوئی۔ ہر 14 پاکستانی بچوں میں سے ایک بچہ ایک سال کی عمر سے پہلے اور ہر 11 میں سے ایک بچہ پانچویں سالگرہ سے پہلے مرجاتا ہے۔ بچوں میں غذائی کمی کا براہ راست تعلق غربت سے ہے کیونکہ والدین اپنے بچوں کو مناسب طبی سہولیات اور غذائیت فراہم نہیں کرسکتے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 28 اگست، صفحہ 3)

- انکم سپورٹ پروگرام

18 مئی: وزیرخزانہ اسحاق ڈار نے زرعی ترقی کے عالمی فنڈ (IFAD) کے نائب صدر مائیکل مورڈاسینی (Michael Mordasini) کے ساتھ ملاقات میں انہیں آگاہ کیا ہے کہ پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ (PPAF) نے پاکستان مائیکرو فنانس انویسٹمنٹ کمپنی (PMIC) قائم کرنے کے لیے برطانوی امداد سے چلنے والے ادارے کرانداز پاکستان (Karandaaz Pakistan) اور جرمن ترقیاتی بینک (KfW) کے ساتھ شراکتی معاہدہ کیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 مئی، صفحہ 11)

15 جون: پنجاب حکومت نے مالی سال 17-2016 میں غربت خاتمے کے لیے پنجاب سوشل پروٹیکشن اتھارٹی (PSPA) کے جاری پروگرام کے لیے بجٹ میں ایک بلین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ منصوبے میں مختلف شہروں میں چھوٹی گھریلو صنعت، گداگروں کے لیے پناہ گاہیں، تشدد سے متاثرہ خواتین کے لیے مراکز اور دستکاری مراکز کا قیام شامل ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 16 جون، صفحہ 9)

بینظیر انکم سپورٹ پروگرام:

3 مئی: چیئرپرسن بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (BISP) ماروی میمن کے مطابق غریبوں کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت نے پروگرام کے بجٹ کو 40 بلین روپے سے بڑھا کر 105 بلین روپے کردیا ہے۔ اب پروگرام سے فائدہ اٹھانے والے ہر سہ ماہی میں 4,700 روپے حاصل کرسکیں گے۔ رمضان کے بعد ایک نیا کمپیوٹرائزڈ سروے ہوگا جو سندھ کے 16 اضلاع کا احاطہ کرے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 4 مئی، صفحہ 5)

20 جون: BISP (بی آئی ایس پی) نے پانچ سال کے وقفے کے بعد ملک بھر میں 27 ملین گھرانوں کے نئے سماجی و اقتصادی اعدادوشمار (NSER) جمع کرنے کا آغاز کردیا ہے۔ سروے کے ڈپٹی ڈائریکٹر محمد

ابوبکر کے مطابق یہ غربت پر اپنی نوعیت کا سب سے بڑا سروے ہے جس میں پاکستانی عوام کی سماجی اقتصادی حیثیت سے متعلق درست معلومات جمع کی جائیں گی۔ اس سروے پر سات سے آٹھ بلین روپے لاگت آئے گی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 21 جون، صفحہ 3)

5 جولائی: بی آئی ایس پی کے تحت ناخواندہ افراد کو ہنرمند بنانے کے لیے پی پی پی کی حکومت کی جانب سے شروع کیے گئے تین اہم منصوبوں وسیلہ روزگار، وسیلہ حق اور وسیلہ صحت پروگرام کو نواز شریف حکومت نے انتظامی وجوہات کی بناء پر بند کردیا۔ بی آئی ایس پی بورڈ نے اپنی رپورٹ میں اس حوالے سے کہا ہے کہ یہ پروگرام باقائدہ منصوبہ بندی کے بغیر شروع کیے گئے تھے۔ ان کی منصوبہ بندی میں مناسب جانچ کا انتظام نہیں تھا اور یہ پروگرام دیگر صوبائی اور وفاقی منصوبوں سے متصادم تھے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 6 جولائی، صفحہ 9)

18 اگست: حکومت نے برقی تجارت (ای کامرس) کو فروغ دینے کے لیے وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں بی آئی ایس پی سے مستفید ہونے والوں کے درمیان 30,000 اسمارٹ فون تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان موبائل فون صارفین کو ہر مہینے موبائل میں 250 روپے کی رقم اور انٹرنیٹ (تھری جی) کے ساتھ ساتھ موبائل فون ایپلیکشن کی تربیت بھی دی جائے گی۔ منصوبے میں ایسے علاقوں پر توجہ دی جائے گی جو اب تک فون اور انٹرنیٹ سے محروم ہیں۔ ابتدائی طور پر منصوبہ سبی، ہرنائی، بارکھان، لورالائی ژوب، مشاخیل، شیرانی، قلات، خاران، ڈیرہ بگٹی، کوہستان اور تمام سات قبائلی ایجنسیوں میں شروع کیا جائے گا۔ اس منصوبے کی منظوری وزارت انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ادارے یونیورسل سروس فنڈ (USF) نے دی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 19 اگست، صفحہ 8)

22 اگست: کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چیئرپرسن بی آئی ایس پی ماروی میمن نے کہا ہے کہ پروگرام کے تحت اسوقت 5.3 ملین عورتوں کو ہر تین ماہ بعد 4,700 روپے کا وظیفہ دیا جاتا

ہے اس کے علاوہ جبکہ پروگرام کا بجٹ 40 بلین روپے سے بڑھا کر 115 بلین روپے کردیا گیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 23 اگست، صفحہ 12)

- رمضان پیکج

6 مئی: وزیر اعلی پنجاب شہباز شریف نے ماہ رمضان کے لیے پانچ بلین روپے کے امدادی پیکج کی منظوری دی ہے۔ یہ رقم آٹا اور دیگر خوردنی اشیاء پر زرتلافی کی صورت خرچ کی جائے گی جس کے بعد دس کلو آٹے کا تھیلا رمضان بازار میں 290 روپے اور کھلی منڈی میں 310 روپے کا دستیاب ہوگا۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ 2)

29 مئی: وزیر خوراک پنجاب بلال یاسین کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر رمضان پیکج کے لیے پانچ بلین روپے کی منظوری دی ہے جس کے زریعے عوام کو رمضان میں اشیا خورد و نوش رعایتی قیمت پر دستیاب ہونگی۔ اس کے علاوہ ضلعی اور تحصیلی سطح پر 3 جون سے 330 سستے رمضان بازار بھی قائم کیے جائیں گے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30 مئی، صفحہ 5)

- مائیکروفنانس

17 مئی: اسلامی بینکاری سے متعلق ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث نے کہا کہ ہے کہ حکومت پنجاب کم آمدنی رکھنے والوں کا معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے ایک منصوبے شروع کررہی ہے۔ وزیر اعلی کی بلا سود قرضہ اسکیم کے زریعے ہزاروں محروم افراد اپنا چھوٹا کاروبار شروع کرچکے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ تقریبا 100.000 نوجوان اپنی تعلیم مکمل کرکے عملی زندگی میں قدم رکھ رہے ہیں۔ حکومت ان سب کو نوکری نہیں دے سکتی اسی لیے چھوٹے پیمانے پر کاروبار کو فروغ دے رہی ہے۔ (ڈان، 18 مئی، صفحہ 10)

X۔ قدرتی بحران

10 اگست: پاکستان میں سیلاب سے پہلے انتباہ جاری کرنے کا نظام ناقص ہونے کے سبب سیلاب کی بروقت اطلاع نہیں ملتی۔ سیلاب کا انتباہ (وارننگ) جاری کرنے والے آلات خراب ہو چکے ہیں جنہیں ٹھیک نہیں کیا جاسکا یہی وجہ ہے کہ محکمہ موسمیات سیلاب کی بروقت اطلاع دینے سے قاصر ہے۔ وزارت پانی و بجلی کے افسر کا کہنا ہے کہ ملک میں 44 پیمائشی مراکز (ٹیلی میٹری اسٹیشن) مختلف دریاؤں پر نصب ہیں جن میں سے 11 خراب ہیں جنہیں ہنگامی بنیادوں پر ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 11 اگست، صفحہ 9)

10 اگست: NDMA (این ڈی ایم اے) نے خبردار کیا ہے کہ پنجاب، خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور کشمیر کے علاقوں میں تیز بارشوں کے سبب سیلاب، مٹی کے تودے گرنے اور برفانی تودوں کے گرنے سے جھیل پھٹنے والے جیسے واقعات ہوسکتے ہیں۔ تازہ ترین اعداد وشمار کے مطابق سیلاب اور بارش سے منسلک واقعات میں 116 افراد ہلاک اور 60 افراد زخمی ہوئے ہیں۔ حالیہ مون سون بارشوں کے سبب 327 گھر جزوی اور 255 مکمل تباہ ہوگئے ہیں۔ (ڈان، 11 اگست، صفحہ 12)

1 جون: راولپنڈی اور اسلام آباد میں آنے والے تیز طوفان اور بارش کی وجہ سے ہونے والے مختلف واقعات میں پانچ افراد جاں بحق اور 28 زخمی ہوگئے ہیں۔ محکمہ موسمیات کے مطابق طوفانی ہواؤں کی رفتار 150 کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 4)

1 جون: خیبر پختونخوا اور فاٹا کے مختلف علاقوں میں ہونے والی تیز بارشوں کے نتیجے میں پانچ افراد جاں بحق اور متعدد زخمی ہوگئے ہیں۔ شدید بارشوں کے سبب کئی علاقے زیر آب آگئے ہیں اور بجلی کی فراہمی معطل ہوگئی ہے۔ بارشوں سے کئی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ (ڈان، 2 جون، صفحہ 16)

بارشیں

24 مئی: فیصل آباد میں بارشوں کے بعد ہونے والے مختلف حادثات میں تین افراد جاں بحق اور سات زخمی ہوگئے ہیں۔ تیز بارش اور طوفان کی وجہ سے کئی گھروں کی چھتیں اڑ گئیں اور کئی درخت بھی گر گئے۔ شدید بارشوں کی وجہ سے متعدد علاقوں میں بجلی کی فراہمی بھی معطل ہوگئی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 25 مئی، صفحہ 5)

16 جون: خیبر پختونخوا اور فاٹا کے مختلف علاقوں میں تیز بارشوں اور طوفان کے نتیجے میں جاں بحق افراد کی تعداد سات ہوگئی ہے جبکہ مختلف واقعات میں زخمی ہونے والے افراد کی تعداد 59 ہے۔ طوفانی ہواؤں کی وجہ سے کئی علاقوں میں بجلی کی فراہمی بھی معطل ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 17 جون، صفحہ 2)

27 جون: میرپور خاص اور جیکب آباد اضلاع میں سیلاب سے سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصلیں بہہ گئیں۔ ضلع میرپورخاص میں 200 ڈسٹری میں 30 فٹ چوڑا شگاف پڑنے سے کئی دیہات میں پانی آنے کے بعد بند کی مرمت کا آغاز کردیا گیا جبکہ ضلع جیکب آباد میں گاؤں حاجی خاوند کھوسو میں گڑھی حسن شاخ میں تقریباً 20 فٹ چوڑا شگاف پڑنے سے فصلوں کے ساتھ ساتھ کئی گھر بھی بہہ گئے۔ مقامی افراد کے مطابق انہوں نے تین گھنٹے بعد اپنی مدد آپ کے تحت شگاف کی مرمت تو کرلی لیکن ان کی فصلیں تباہ ہوگئیں۔ (ڈان، 28 جون، صفحہ 19)

18 جولائی: خیبر پختونخوا میں بارشوں کے سبب مزید تین افراد جاں بحق ہو گئے ہیں۔ شدید بارش کے سبب سیلاب کے نتیجے میں سات گاڑیاں سیلابی ریلوں میں بہہ گئیں درجنوں افراد سیلاب سے تباہ شدہ شاہراہوں پر پھنسے رہے۔ شاہراہ کاغان این ایچ اے کی ناقص کارکردگی کے سبب 12 گھنٹے تک بند رہی اور سیاحوں کو اپنی گاڑیوں میں رات گذارنی پڑی۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 19 مئی، صفحہ 2)

27 جولائی: خیبر پختونخوا اور پنجاب میں بارشوں کے نتیجے میں مختلف واقعات میں 22 افراد جاں بحق اور 60 زخمی ہوگئے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں مزید طوفانی بارشوں اور اس کے نتیجے میں سیلاب کی پیشنگوئی کی ہے۔ (ڈان، 28 جولائی، صفحہ 1)

6 اگست: کراچی میں تیز بارش کے نتیجے میں ہونے والے مختلف حادثات میں 10 افراد جاں بحق ہوگئے جبکہ شہری اداروں کے ناقص انتظامات اور بجلی کی بندش نے شہریوں کی مشکلات میں اضافہ کردیا۔ (ڈان، 7 اگست، صفحہ 17)

7 اگست: ایک خبر کے مطابق زردالو کے علاقے میں بارشوں کے سبب سیلاب کے نتیجے میں پھسنے والے سیاحوں کو مقامی لوگوں نے سکیورٹی اہلکاروں کی مدد سے بچالیا۔ صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ نے کہا ہے کہ اس واقعے کے نتیجے میں پانچ افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 5)

7 اگست: سیالکوٹ میں سیلاب کے نتیجے میں پسرور تحصیل کے 30 دیہات اور ظفروال۔ سیالکوٹ تحصیل کے 22 دیہات زیر آب آگئے ہیں اور دھان، چارے اور دیگر موسمی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ تمام دیہات میں سیلاب نالا دیک میں پانی کی مقدار بڑھنے سے آیا۔ سیالکوٹ کی ضلعی رابطہ افسر (DCO) ڈاکٹر آصف طفیل نے کہا ہے کہ نالا دیک میں 25,000 کیوسک پانی کی صلاحیت ہے جبکہ اتوار کے دن نالا دیک میں 36,300 کیوسک پانی گذرا ہے۔ (ڈان، 8 اگست، صفحہ 10)

خشک سالی

19 مئی: تھرپارکر میں غذائی کمی سے مزید آٹھ بچے ہلاک ہوگئے ہیں جس کے بعد یکم جنوری سے اب تک ہونے والی اموات 322 ہوگئی ہیں۔ محکمہ صحت کے ضلعی عہدیدار کے مطابق پانچ سال سے کم عمر کے

185 بچوں کی اموات ہوئی ہیں۔ جب کہ پچھلے پانچ ماہ میں 44,661 بیمار بچوں کو علاج کے لیے لایا گیا اور 267 بچوں کو کراچی اور حیدرآباد بھیج دیا گیا۔ لیکن ان بچوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں کے وہ زندہ رہے یا نہیں۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 19)

16 جون: تھر کے علاقے مٹھی میں گزشتہ دو دن میں غذائی کمی سے ہونے والی مزید سات بچوں کی اموات کے بعد والے بچوں کی تعداد 222 ہوگئی ہے۔ بیمار بچوں کے والدین کا کہنا ہے کہ سول ہسپتال نے انہیں ایمبولنس کی سہولت دیے بغیر حیدرآباد جانے کا مشورہ دے دیا۔ (ڈان، 17 جون، صفحہ 19)

18 جون: ایک مضمون کے مطابق اقوام متحدہ کے دفتر رابطہ برائے انسانی امور (OCHA) اور FAO (ایف اے او) نے تھرپارکر میں عوام پر خشک سالی کے اثرات جاننے کے لیے ایک مشترکہ تحقیقاتی مشن بھیجا جس کی رپورٹ سے یہ بات سامنے آئی کہ تھرپارکر میں جہاں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات بہت زیادہ ہے وہاں خشک سالی کی وجہ سے لوگ صرف دو وقت کا کھانا کھاتے ہیں جبکہ عورتیں اور بچے مردوں سے بھی کم خوراک لے پاتے ہیں۔ علاقے میں گائے کے احترام کی وجہ سے اس کا گوشت نہیں کھایا جاتا جبکہ بکری اور بھیڑ کا گوشت مہنگا ہونے کی وجہ سے خاص مواقعوں پر ہی کھایا جاتا ہے۔ لہذا صرف سبزی کھانے کی وجہ سے تھر کے لوگوں میں لحمیات کی کمی ہے۔ مارچ سے حکومت نے ہر دو ماہ بعد متاثرہ لوگوں کو گندم اور مویشیوں کا چارہ فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا جو اب تک پورا نہیں ہوا۔ مضر صحت پانی اور ماحول کی وجہ سے بچے اسہال (ڈائریا) کا شکار ہیں۔ 450 ریورس اوسموسس پلانٹس (R.O Plants)، جن پر 54.6 ملین ڈالر لاگت آئی تھی، میں سے تقریبا آدھے غفلت اور ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے بیکار پڑے ہیں۔ خشک سالی سے مویشیوں کی ہلاکت اور بہتر طبی سہولیات کا نہ ملنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم صرف اونچی ذات یا جاگیرداروں کے بچوں کو فراہم کی جارہی ہے۔ نچلی ذات کے اور غریب بچے اسکول سے ہٹادیے جاتے ہیں۔ (امین احمد، ڈان، 18 جون، صفحہ 5)

XI۔مزاحمت

زمین

- انجمن مزارعین پنجاب

4 مئی: انسانی حقوق کی تنظیم ہیومن رائٹس واچ (HRW) نے اوکاڑہ میں زمینی حقوق کے لیے احتجاج کرنے والے کسانوں کے خلاف طاقت کے استعمال پر مایوسی کا اظہار کیا۔ ادارے کے جاری کردہ بیان میں کہا گیا کہ حکومت حفاظتی اداروں کو طاقت کے استعمال کے حوالے سے اقوام متحدہ کے قوانین سے روشناس کرائے۔ بیان میں اوکاڑہ انتظامیہ کی جانب سے انجمن مزارئین پنجاب (AMP) کے اجلاس کو روکنے کا حوالہ بھی دیا گیا۔ اوکاڑہ میں پولیس نے دفعہ 144 نافذ کرکے سیکریٹری جنرل AMP (اے ایم پی) کو گرفتار کرلیا تھا۔ پولیس نے کئی کسانوں کو بھی گرفتار کیا جن پر مقدمات قائم کیے گئے۔ ہیومن رائٹس واچ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ بے گناہ کسانوں کو رہا کرے اور طاقت کا استعمال کرنے والے اہلکاروں کے خلاف فوری کاروائی کرے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 3)

9 مئی: پی پی پی نے سینٹ میں اوکاڑہ میں کسانوں کے خلاف طاقت کے استعمال پر بحث کے لیے تحریک التواء پیش کی۔ تحریک سینیٹر فرحت اللہ بابر نے پیش کی اور کہا کہ کسانوں نے اپنے مسائل اجاگر کرنے کے لیے 17 اپریل کو کسانوں کا عالمی دن منانے کا منصوبہ بنایا تھا جو کی ان کا قانونی اور آئینی حق ہے مگر حکومت نے خوف کے عالم میں ان کے خلاف طاقت کا استعمال کیا۔انھوں نے سینٹ سے اس حوالے سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا۔ان کا مزید کہنا تھا کہ جنرل سیکریٹری انجمن مزارعین پنجاب اور دیگر کسانوں کو گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمات قائم کیے جارہے ہیں۔ (ڈان، 10 مئی، صفحہ 3)

19 مئی: چیرمین سینیٹ رضا ربانی نے پی پی پی کے سینیٹر فرحت للہ بابر کی جانب سے اوکاڑہ میں کسانوں پر تشدد کرنے کے معاملے کو سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کو بھیجنے اور اس پر رپورٹ جمع

کرانے کی ہدایت کی ہے۔ فرحت اللہ بابر کا کہنا تھا کہ حکومت نہ صرف کسانوں کو نظر انداز کر رہی ہے بلکہ انہیں ان کو ان کی اپنی زمینوں سے بے دخل کر رہی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 20 مئی، صفحہ 8)

6 مئی: گلگت بلتستان اور کے پی کے کے درمیان ہونے والے سرحدی تنازعے میں فریقین کی طرف سے جاری دھرنے کو سات دن ہوگئے جس کی وجہ سے شاہراہ قراقرم پچھلے کئی دنوں سے بند ہے۔ دو سال پہلے فریقین کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا تھا جس میں تین افراد ہلاک اور کئی زخمی ہوئے تھے۔ ڈپٹی کمشنر کوہستان کے مطابق انھوں نے کے پی کے حکومت کو اس حوالے سے کمیشن بنانے کے لیے خط لکھا ہے تاکہ دونوں علاقوں کے درمیان سرحدی تنازعہ حل ہو سکے۔ (ڈان، 7 مئی، صفحہ 3)

15 مئی: کوہستان کے رہائشیوں نے قراقرم ہائی وے پر جاری دھرنا متوقع جرگے کے پیش نظر عارضی طور پر ختم کردیا ہے۔ چلاس کے علاقے تھور کے عمائدین مویشیوں اور عورتوں کے ساتھ مقامی روایات کے مطابق گلگت بلتستان اور کوہستان کے درمیان تنازعے کے حل کے لیے ہربن پہنچے ہیں جہاں جرگہ منعقد کیا جائے گا۔ اس حوالے سے ڈپٹی کمشنر کوہستان نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک مثبت پیش رفت ہے کہ تھور کے لوگ تنازعہ کے حل کے لیے ہربن گئے ہیں۔ فریقین کے درمیان گلگت اور کوہستان کی سرحد پر تقریباً آٹھ کلومیٹر زمینی پٹی پر ملکیت کا تنازعہ ہے۔ (ڈان، 16 مئی، صفحہ 7)

پانی

3 جولائی: ضلع ٹھٹھہ میں مونارکی مائنر اور پین مائنر کی بندش کے خلاف گزشتہ آٹھ ماہ سے احتجاج کرنے والے کسانوں نے ٹھٹھہ میں کراچی شاہ عقیق شاہراہ پر دھرنا دے کر چار گھنٹوں تک آمد رفت معطل کردی۔ زرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے کسانوں نے کہا کہ دونوں مائنر بند کیے جانے سے سینکڑوں ایکڑ زمین خشک ہوگئی ہے۔ آبپاشی حکام جھوٹے وعدے کرتے آرہے ہیں لیکن نہر میں پانی نہیں چھوڑا گیا اور اب انہیں خدشہ ہے کہ وہ خریف کی فصلیں بھی کاشت نہیں کرسکیں گے۔ (ڈان، 4 جولائی، صفحہ 17)

12 جولائی: ایک خبر کے مطابق بلوچستان سے پی پی پی کے سابق ارکان اسمبلی میر چنگیز خان جمالی اور غلام حیدر جمالی کی قیادت میں ایک بڑے کسان گروہ نے سکھر بیراج کے چیف انجینئر سے پانی کے تنازعے پر مزاکرات میں ناکامی کے بعد ان کے دفتر کے باہر دھرنا دیا۔ جعفر آباد سے تعلق رکھنے والے کسانوں کا کہنا تھا کہ انہیں 2,400 کیوسک پانی کی جگہ 1,100 کیوسک پانی دیا جارہا ہے۔ پانی کی کمی کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ زمین بنجر ہورہی ہے۔ (ڈان، 13 جولائی، صفحہ 19)

24 جولائی: زمیندار ایکشن کمیٹی اور عمرانی قومی اتحاد کی قیادت میں بلوچستان کے سینکڑوں کاشتکاروں نے سندھ بلوچستان قومی شاہراہ پر ٹیمپل کنال میں پانی کی بندش کے خلاف دھرنا دے کر آمدورفت معطل کردی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ کنال میں پانی کی بندش نے فصلوں کو برح طرح متاثر کیا ہے اور علاقے میں پینے کے پانی کی شدید قلت ہوگئی ہے۔ مظاہرین نے وزیر اعلی بلوچستان اور وزیر آبپاشی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس مسئلے کا نوٹس لیں جس کی وجہ سے صورتحال دن بہ دن بدتر ہوتی جارہی ہے۔ (ڈان، 24 جولائی، صفحہ 3)

مداخل

4 مئی: ایس اے آئی اور پاکستان کسان اتحاد (PKI) مشترکہ طور پر حیدرآباد پریس کلب پر ریلی کا اہتمام کیا۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے PKI (پی کے آئی) کے صدر خالد محمود کھوکھر نے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں زرعی ہنگامی حالت کا اعلان کیا جائے اور مداخل پر GST (جی ایس ٹی) فوری طور پر ختم کیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پنجاب میں 10 روپے فی یونٹ کے مقابلے سندھ کے کسان فی یونٹ بجلی کے 17 روپے ادا کررہے ہیں۔ کسانوں کو اس معاملے پر اسلام آباد ہائیکورٹ جانا چاہیے۔ ان کی تنظیم اس مسئلے پر سندھ کے کسانوں کی مدد کرنے کو تیار ہے۔ (ڈان، 5 مئی، صفحہ 19)

18 مئی: لاہور میں مال روڈ پر پی کے آئی کی جانب سے تقریباً 200 کسانوں نے بجلی اور کھاد کی زائد قیمتوں کے خلاف احتجاج جاری ہے۔ پی پی پی کے رہنما منظور وٹو نے احتجاج میں شرکت کی اور احکومت پر الزام لگایا کہ حکومت کسان دشمن پالیسیوں پر عمل پیرا ہے اور کسانوں کو مہنگی بجلی فراہم کررہی ہے۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 2)

19 مئی: لاہور میں شدید گرمی کے باوجود مال روڈ پر کسانوں کا دھرنا دوسرے دن بھی جاری رہا۔ کسان بجلی کے نرخ پانچ روپے فی یونٹ کرنے، تمام مداخل پر سے جی ایس ٹی ختم کرنے، کھاد پر زرتلافی اور حکومت کی جانب سے گندم، چاول، کپاس اور مکئی کی فصل خریدنے کا مطالبہ کررہے ہیں۔ دھرنے کے دوران ایک کسان دل کا دورہ پڑنے سے جاں بحق ہوگیا جس کے بعد کسانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور انھوں نے حکومت کے خلاف نعرہ بازی شروع کردی۔ کسان رہنماؤں نے حکومت پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ اربوں روپے میٹرو بس اور ٹرین منصوبے پر خرچ کررہی ہے لیکن کسانوں کے مسائل کو مکمل طور پر نظرانداز کیا جارہا ہے۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 2)

30 اگست: کسان بورڈ پاکستان (KBP) نے حکومت پنجاب کو خبردار کیا ہے کہ اگر اگلے 15 دنوں میں حکومت نے اپنے وعدوں پر عمل نہیں کیا تو دوبارہ احتجاج کیا جائے گا۔ بورڈ کے صدر چوہدری نثار احمد نے ذرائع ابلاغ سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے یقین دہانی کروائی تھی کہ کسانوں کو گنے کے واجبات فوری دلوائے جائیں گے، 12 ایکڑ سے کم زمین رکھنے والے کسانوں کو زرعی آمدنی پر ٹیکس سے مستثنی کیا جائے گا اور زرعی ٹیوب ویلوں کے لیے بجلی کے یکساں نرخ مقرر کیے جائیں گے۔ (بزنس ریکارڈر، 31 اگست، صفحہ 11)

XII۔ بیرونی امداد

عالمی بینک

29 جون: عالمی بینک نے بلوچستان میں مقامی تنظیموں پر مشتمل آبپاشی کے انتظامی منصوبے کے لیے 200 ملین ڈالر قرض کی منظوری دے دی ہے۔ عالمی بینک کی طرف سے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق بلوچستان انٹی گریٹڈ واٹر ریسورس منیجمنٹ اینڈ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ بلوچستان کے دو دریائی نظام ناری اور پورالی ریور بیسن میں سرمایہ کاری میں مدد فراہم کرے گا۔ بینک کے مطابق 49.4 ایکڑ تک زمینی رکھنے والے چھوٹے اور متوسط کسان اس منصوبے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے علاوہ منصوبے سے صوبے کا آبی وسائل اور موسمیات کی نگرانی کرنے کا نظام بھی موثر بنایا جائے گا۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 30، جون، صفحہ 3)

XIII۔ پالیسی

19 مئی: ایک خبر کے مطابق وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے 20 جاری اور 57 نئے منصوبوں کے لیے آئندہ بجٹ میں حکومت سے 10 بلین روپے مختص کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 20 مئی، صفحہ 9)

پانی

2 مئی: ایک مضمون کے مطابق عالمی پالیسی سازی میں پانی کی درجہ بندی ایک گرم موضوع ہے اور اسے بیک وقت ایک تجارتی اور قابل فروخت جنس، بنیادی حق اور ماحولیاتی تحفظ کا معاملہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ پانی کی فراہمی انسانی حقوق کے قوانین کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ بھارت اور پاکستان کی عدالتوں نے شہریوں تک پانی کی فراہمی کا ریاست کو ذمہ دار ٹھرایا ہے اور اس میں ناکامی کو زندگی کے بنیادی اور آئینی حق کی خلاف ورزی کہا ہے۔ پاکستانی عدلیہ نے اس ناکامی کو انسان کے وقار سے منسلک کیا ہے۔ (سکندر

احمد شاہ، ڈان، 2 مئی، صفحہ 9)

20 مئی: چیئرمین واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی (WAPDA) ظفر محمود نے کہا ہے کہ صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کے 1991 کے معاہدے کے ساتھ ایک ضمنی معاہدے کی ضرورت ہے جو پانی کی قانونی تقسیم کے مروجہ مسائل منصفانہ طور پر حل کرتا ہو۔ اس معاہدے میں مستقبل میں اٹھنے والے مسائل کے حل کے لیے اس طرح کے معاہدے کی اجازت دی گئی ہے۔ انہوں نے پانی کی منصفانہ تقسیم کے لیے پانی کی پیمائش کے نظام (ٹیلی میٹری) کی اہمیت پر زور دیا جس کی موجودگی میں پانی کی منصفانہ تقسیم پر سوالات نہیں اٹھتے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 مئی، صفحہ 3)

بیج

9 اگست: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قومی غذائی تحفظ و تحقیق نے متفقہ طور پر پودوں اور بیج پر ملکیتی حقوق کا قانون پلانٹ بریڈرز رائٹس بل 2016 کی منظوری دیدی ہے۔ بل کا مقصد پودوں/بیج کی نئی اقسام تیار کرنا اور انہیں تیار کرنے والوں کے حقوق کو تحفظ دینا ہے۔ اس حوالے سے وفاقی وزیر قومی غذائی تحفظ و تحقیق سکندر حیات خان بوسن نے کہا ہے کہ دونوں ایوانوں سے بل کی منظوری کے بعد سرمایہ دار پاکستان میں اس شعبے میں سرمایہ کاری کرینگے اور یہ بل انہیں قانونی تحفظ فراہم کرے گا۔ اس بل کی حتمی منظوری ملکی زرعی شعبے میں ایک انقلاب ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 10 اگست، صفحہ 12)

متفرق

17 جولائی: موسمیاتی اور آبی ماہرین کے مطابق پاکستان پانی، توانائی اور غذائی تحفظ کے مسائل سے مون سون بارشوں سے حاصل ہونے والے پانی کے زریعے نجات حاصل کرسکتا ہے۔ محکمہ موسمیات کے اندازے کے مطابق ہر سال مون سون بارشوں کا 30 سے 40 ملین ایکڑ فٹ پانی آبی ذخائر کی کمی کی وجہ

سے سمندر میں جا گرتا ہے۔ مون سون بارشیں بارانی زمین کو کاشت کرنے کے لیے بھی مددگار ہوتی ہیں۔ ماہرین نے زور دیا کہ مون سون بارشوں کے پانی کو تھرپارکر اور چولستان جیسے ریگستانی علاقوں کی طرف موڑا جاسکتا ہے جو ان علاقوں کی بحالی میں بھی مددگار ہوسکتا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 18 جولائی، صفحہ 3)

6 جون: وائس چانسلر یونیورسٹی آف ویٹنری اینڈ اینیمل سائنسز (UVAS) لاہور پروفیسر ڈاکٹر طلعت نصیر پاشا نے وفاقی بجٹ کے حوالے سے منعقد کیے گئے اجلاس میں حکومت سے خشک دودھ پر درآمدی ڈیوٹی میں اضافہ کرکے کم از کم 75 فیصد کرنے اور ماہی گیری، مرغبانی، سرخ گوشت کے شعبوں کو ٹیکس سے مستثنی کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس کے علاوہ اجلاس میں مچھلیوں کی خوراک پر بھاری درآمدی ڈیوٹی عائد کرنے کی بھی سفارش کی گئی۔ (بزنس ریکارڈر، 7 جون، صفحہ 5)

1 جون: ای پی اے خیبر پختونخوا کے ماتحت موسمی تبدیلی کے ذیلی ادارے نے موسمی تبدیلی کے حوالے سے پالیسی مرتب کرلی ہے۔ کسی بھی صوبے کی جانب سے بنائی گئی یہ پہلی پالیسی ہے جسے منظوری اور نفاذ کے لیے صوبائی حکومت کو بھیج دیا گیا ہے۔ خبر کے مطابق پالیسی میں صرف موسمی تبدیلی سے ہونے والے نقصانات کو کم کرنے کے لیے موسم سے ہم آہنگی اور اثرات میں کمی کے لیے ایک دائرہ کار (فریم ورک) وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حکومت کا کام ہے کہ وہ اس کے نفاذ کے لیے طریقہ کار اور حکمت عملی فراہم کرے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 2 جون، صفحہ 2)

ب ۔ بین الاقوامی زرعی خبریں

ا۔ زرعی پیداواری وسائل

بیج

- جینیاتی بیج

7 مئی: اجناس کی تجارت کرنے والے بڑے امریکی اداروں نے ان جینیاتی فصلوں کی تجارت پر پابندی عائد کردی ہے جو بین الاقوامی منڈیوں میں اب تک منظور نہیں کی گئی ہیں۔ اس پابندی نے امریکی اجناس غیر ملکی منڈیوں میں برآمد کرنے کے دہائیوں پرانے نظام کو ہلا دیا ہے جسے مونسانٹو جیسی بیج کمپنی دنیا بھر میں اپنے بیج متعارف کرانے کے لیے (لانچ پیڈ کے طور پر) استعمال کرتی تھی۔ یہ پابندی مکئی اور سویابین کی 19 جینیاتی اقسام پر لگائی گئی ہے جنہیں بڑی عالمی منڈیوں میں اب تک منظوری نہیں ملی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 8 مئی، صفحہ 15)

17 مئی: یو ایس نیشنل اکیڈمیز آف سائنس کی جانب سے دو دہائیوں پر مشتمل جینیاتی فصلوں پر کی گئی تحقیق پر جاری کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایسے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ جینیاتی فصلیں کھانے کے لیے غیر محفوظ ہیں۔ اس کے ساتھ خبردار کیا گیا ہے کہ جینیاتی فصلوں کے خلاف مدافعت پیدا ہونا ایک گھمبیر مسئلہ ہوسکتا ہے۔ تحقیقاتی کمیٹی کے چیئرمین فریڈ گولڈ (Fred Gould) کے مطابق ہم نے جینیاتی اور روایتی فصلوں کے اعداد وشمار (ڈیٹا) کا گہرا مطالعہ کیا۔ تقریباً 900 تحقیق مقالے اور بہت سے جرائد کے مطالعے کے بعد اس بات کا ثبوت نہیں ملا کہ جینیاتی فصلوں اور روایتی فصلوں سے انسانی صحت کو لاحق خطرات میں کوئی فرق ہے اور نہ ہی ایسی حتمی وجوہات اور اثرات ملے ہیں کہ ماحولیاتی مسائل کی وجہ جینیاتی فصلیں ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 18 مئی، صفحہ 11)

23 جولائی: یورپی کمیشن نے مونسانٹو کی جینیاتی سویابین (Roundup Ready 2 Xtend) درآمد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس فیصلے سے امریکہ کے لیے یورپی کمیشن کی صورت ایک اہم منڈی کھل گئی ہے۔ کمیشن نے جرمنی کی کمپنی بائر (Bayer Crop Science) کی جانب سے فروخت کیے جانے والی جینیاتی سویابین کی بھی منظوری دے دی ہے۔ منظوری کے بعد جینیاتی سویابین انسانی اور مویشیوں کی خوراک میں استعمال کی جاسکے گی لیکن اس سویابین کو فصلیں اگانے کے لیے استعمال نہیں کیا جاسکے گا۔ اس جینیاتی سویابین سے تیارشدہ خوراک پر لیبل چسپاں کرنا لازمی ہوگا۔ (بزنس ریکارڈر، 24 جولائی، صفحہ 15)

30 جولائی: واشنگٹن، امریکہ میں مونسانٹو کی تیار کردہ جینیاتی گندم پائی گئی ہے جسے تاحال وفاقی ادارے سے منظوری نہیں ملی ہے۔ امریکہ محکمہ زراعت (USDA) کے مطابق 22 غیرمنظور شدہ جینیاتی گندم کے پودوں کے پائے جانے پر تحقیقات جاری ہیں۔ اس طرح کا پہلا واقعہ 2013 میں ریاست اوریگن میں پیش آیا تھا جو جنوبی کورین اور جاپانی خریداروں کی طرف سے گندم کی خریداری معطل ہونے کا سبب بنی۔ مزید جینیاتی گندم 2014 میں ریاست مونٹانا میں پائی گئی تھی۔ ایک کسان کو کھیت میں یہ پودے ملے جہاں 2015 سے کوئی کاشت نہیں کی گئی ہے۔ یہ پودے مونسانٹو کی جینیاتی گندم کی تجرباتی قسم کے طور پر شناخت کرلیے گئے ہیں۔ مونسانٹو کے ترجمان کا کہنا ہے کہ 1998 سے 2000 تک مونسانٹو کی جانب سے جینیاتی گندم کی محدود تجرباتی کاشت کی گئی تھی جس کا تجارتی طور پر اجراء نہیں کیا گیا تھا۔ جو گندم واشنگٹن میں پائی گئی ہے وہ 2013 میں پائی جانے والی گندم سے مختلف ہے حالانکہ دونوں اقسام میں گلائفوسیٹ کے خلاف مزاحمت پائی جاتی ہے جو مونسانٹو کی معروف نباتات کش دوا راؤنڈ اپ کا بنیادی جز ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 31 جولائی، صفحہ 15)

2 جولائی: نوبل انعام یافتہ 108 اراکین نے ایک کھلے خط پر دستخط کردیے ہیں جس میں گرین پیس کی جانب سے جینیاتی فصلوں خصوصا ''گولڈن رائس'' کے خلاف مہم چلانے پر اسے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ خط میں اقوام متحدہ، عالمی ماحولیاتی گروپس اور حکومتوں کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے کہ ''جینیاتی فصلوں سے

فوائد، خطرات اور اثرات کی غلط تشریح کی گئی ہے۔ ایسا ایک بھی مصدقہ معاملہ نہیں ہے جس میں جینیاتی فصلوں سے انسانوں یا جانوروں پر کوئی منفی اثرات پڑے ہوں''۔ گرین پیس نے اپنے ایک جوابی بیان میں کہا ہے کہ یہ الزامات کے کوئی جینیاتی چاول ''گولڈن رائس'' کو روک رہا ہے جھوٹ ہیں۔ عالمی کمپنیاں دیگر منافع بخش جینیاتی فصلوں کی عالمی منظوری کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسے دباؤ کے طور پر استعمال کررہی ہیں۔ گرین پیس ہمیشہ سے فصلوں اور جانوروں اور ان کے جینیاتی وسائل پر ذہنی ملکیتی حقوق کی مخالفت کرتی آئی ہے اور سمجھتی ہے کہ زندگی کوئی تجارتی جنس نہیں ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 3 جولائی، صفحہ 15)

II۔ زرعی مداخل

صنعتی طریقہ زراعت

17 مئی: ایک خبر کے مطابق دنیا کی سات بلین آبادی کو خوراک مہیا کرنا خصوصاً بڑھتی ہوئی شہری آبادی کو تازہ خوراک مہیا کرنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا ایک ہی حل ہے ''عمودی کاشتکاری'' یعنی مصنوعی مخصوص ماحول میں جہاں پر سورج کی روشنی اور دیگر قدرتی آب و ہوا کا گزر نہیں ہے۔ ایروفارمز (AeroFarms) کے شریک بانی اور مارکیٹنگ ڈائریکٹر مارک اوشیما کے مطابق کھلے علاقے میں فصلیں اگانا مشکل کام ہے ایسے میں کہ جب غذائی تحفظ، موسمی تبدیلی اور زہریلی ادویات جیسے مسائل درپیش ہوں۔ جاپان عمودی کاشتکاری کے بانی کے طور پر سامنا آیا تھا لیکن اب عمودی کاشتکاری زیادہ تر تائیوان، سنگاپور اور وسط مغربی امریکہ کے علاقوں میں کی جاتی ہے۔ مارک کے مطابق عمودی کاشتکاری سے ہم دنیا کی آبادی کو خوراک کے بحران سے نکال سکتے ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 18 مئی، صفحہ 10)

قدرتی طریقہ زراعت

15 جولائی: ایک مضمون کے مطابق نامیاتی خوراک کی طلب میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کیلی فورنیا،

امریکہ کے ایک کسان کے پاس 3,000 ایکڑ زمین ہے جس میں سے 300 ایکٹر پر نامیاتی فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ ان فصلوں کی خریدار مختلف کمپنیاں ہیں جن میں جنرل ملز، کیلاگ اور آرڈینٹ ملز کافی اہم ہیں۔ نامیاتی فصلوں کی طلب کے پیش نظر یہ کمپنیاں مطالبہ کررہی ہیں کہ کسان پوری زمین پر نامیاتی فصل اگائے۔ امریکہ میں جہاں 2011 میں نامیاتی فصلیں پیداوار کا صرف ایک فیصد تھیں اب ان کی طلب میں مسلسل اضافے کی وجہ سے پچھلے سال ان فصلوں کی پیداوار میں 11 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تاہم نامیاتی فصل اگانے والوں کا موقف ہے کہ اس طرح کی فصل کاشت کرنا آسان نہیں۔ ان میں اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں اور پوری زمین کو نامیاتی اجزاء سے ہی تیار کرنا پڑتا ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 16 جولائی، صفحہ 10)

III۔ غذائی، پھل سبزی و اشیاء اور نقد آور فصلیں

غذائی فصلیں

- گندم

20 اگست: یوکرین کی وزارت زراعت کے مطابق یوکرین میں اناج کا ذخیرہ 63 ملین ٹن ہے جو پچھلے سال سے تین ملین ٹن زیادہ ہے۔ اندازے کے مطابق گندم کی 25.5 ملین ٹن پیداوار متوقع ہے۔ یوکرین میں محصولات اضافہ اور قوانین میں تبدیلی کے پیش نظر زیادہ تر کسان اصل پیداواری حجم ظاہر نہیں کرتے اور اس لیے امکان ہے کہ گندم کی پیداوار 27 ملین ٹن تک ہوسکتی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 21 اگست، صفحہ 14)

- چاول

3 مئی: گزشتہ چھ سالوں میں پہلی بار اس سال چاول کی عالمی پیداوار میں واضح کمی کا امکان ہے۔ ریپ کے سابق چیئرمین جواد علی غوری کے مطابق اہم وجہ خشک سالی اور گرمی کی لہر ہے جس کا تعلق موسمی نظام ایل نینو سے ہے۔ چاول پیدا کرنے والے چار بڑے ممالک، بھارت، تھائی لینڈ، ویت نام اور

پاکستان، جو چاول کی عالمی پیداوار کا 60 فیصد اگاتے ہیں، کو پیداوار میں 30 فیصد کمی کا اندیشہ ہے۔ USDA (یو ایس ڈی اے) کے مطابق دنیا میں چاول کے ذخائر میں 2015-16 میں 18 فیصد کمی آئے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 4 مئی، صفحہ 3)

IV۔ مال مویشی، ماہی گیری اور مرغبانی

مال مویشی

19 جولائی: ایک مضمون کے مطابق امریکہ میں نامیاتی خوراک اور اشیائے صرف (non food) کی فروخت 2014 میں 40.4 بلین ڈالر کے مقابلے 2015 میں 44.3 بلین ڈالر تک بڑھ گئی ہے۔ لوفرجو، وسکونسن (La Farge, Wisconson)، امریکہ میں 1988 میں سات کسانوں نے مل کر ایک نامیاتی فارم آرگینک ویلی (Organic Valley) بنایا تھا جس میں اب 1,800 کسان شامل ہیں۔ ان کسانوں میں سے 1,456 ڈیری کسان ہیں جبکہ 342 کسان گوشت کا کاروبار کرتے ہیں اور 174 دیگر پیداوار سے وابستہ ہیں۔ 2015 میں تمام کسانوں کی کل فروخت 1.04 بلین ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ تقریباً 40 فیصد دودھ کی پیداوار کمپنیوں کو فروخت کی جاتی ہے جبکہ دیگر ڈیری مصنوعات خوردہ، تھوک منڈیوں اور روایتی پرچون کی دکانوں کے ذریعے فروخت کی جاتی ہے۔ (جین ایل لیور، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 19 جولائی، صفحہ 15)

- ڈیری

8 جون: ایک خبر کے مطابق عالمی ڈیری صنعت ایشیا اور مشرق وسطی میں دہی اور فارمولا دودھ کی بڑھتی ہوئی طلب اور عالمی منڈی میں ڈیری مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل کمی کے تناظر میں باہمی معاہدوں کے زریعے مستحکم ہورہی ہے۔ عالمی ڈیری صنعت میں 2010 سے اب تک 876 کاروباری معاہدے ہوچکے ہیں لیکن اس کے باوجود اس شعبے میں اب بھی مزید باہم جڑنے یا انظمام کی گنجائش موجود ہے

کیونکہ نیسلے سمیت پانچ سب سے بڑی عالمی کمپنیوں کا اب بھی خوردہ منڈی میں حصہ صرف 18 فیصد ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 9 جون، صفحہ 19)

ماہی گیری

22 اگست: اقوام متحدہ کے مطابق دنیا بھر میں لاکھوں افراد زندہ رہنے کے لیے مچھلی پر انحصار کرتے ہیں اور مچھلی بڑھتی ہوئی آبادی جو 2050 تک 9.7 بلین ہوجائے گی کی خوراک کے لیے انتہائی اہم ہے اس تناظر میں مچھلی کی حفاظت بہت ضروری ہے لیکن بہت سے غریب ممالک میں غیر قانونی ماہی گیری مچھلی کی بقا کے لیے خطرہ ہے۔ ضرورت سے زائد مچھلی کے شکار کو روکنے کے لیے مچھلی کے تحفظ کے بین الاقوامی ادارے اوشیانہ (Oceana) گوگل اور اسکائی ٹروتھ (SkyTruth) کے ساتھ مل کر ماہی گیروں کی نشاندہی کرنے والے نظام (ٹریکر) کا آغاز کر رہے ہیں جس کے ذریعے ساحلی پٹی اور سمندری علاقوں میں آنے جانے والی کشتیوں کی نگرانی ہو سکے گی۔ (بزنس ریکارڈر، 22 اگست، صفحہ 9)

مرغبانی

28 جون: ایک مضمون کے مطابق تقریبا چار دہائیوں سے مرغبانی کرنے والی کیرن اسپیک (Karen Speake) کا کہنا ہے کہ مرغیاں کھلی جگہ اور بہتر آب و ہوا میں رہنے سے زیادہ محرک اور تندرست رہتی ہیں۔ انکی کمپنی نے یہ کاروبار 1920 میں شروع کیا تھا اور گزشتہ سال کمپنی کی فروخت چھ بلین ڈالر تھی۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ان کے فارم میں مرغیوں کو وہ خوراک دی جاتی ہے جو وہ کھانا چاہیں۔ صنعتیں اس طریقہ کار کو مہنگا سمجھتی ہیں لیکن یہ بہت مفید اور کارآمد عمل ہے جو کاروباری حریفوں کو یہ طریقہ کار اپنانے پر مجبور کرتا ہے۔ (اسٹیفن اسٹارم، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 28 جون، صفحہ 15)

V۔ تجارت

درآمدات

30 جولائی: ایک خبر کے مطابق جنوبی کوریا نے ارجنٹائن سے درآمد کی گئی گندم کی کھیپ میں غیر منظور شدہ جینیاتی اجزا کی دریافت کے بعد گندم کی کھیپ مسترد کردی۔ کوریا کی وزارت زراعت کا کہنا ہے کے بائیو سیفٹی پروگرام کے تحت غیر منظور شدہ جینیاتی اجناس کے ملک میں داخلے پر پابندی عائد کردی ہے۔ اس سے پہلے 2013 میں بھی جنوبی کوریا نے امریکہ سے غیر منظور شدہ جینیاتی گندم کی درآمد پر پابندی لگائی تھی۔ (بزنس ریکارڈر، 31 جوالائی، صفحہ 15)

VI۔ کارپوریٹ شعبہ

غذائی کمپنیاں

- نیسلے

2 اگست: سوئٹزرلینڈ کی بین الاقوامی کمپنی نیسلے نے کہا ہے کہ کمپنی فلپائین میں ایک پلانٹ کی تعمیر کے لیے دو بلین پیسوز (43 ملین ڈالر) خرچ کرے گی جس میں مائیلو (Milo) مشروب کے تمام اجزاء تیار کیے جائیں گے۔ نیسلے فلپائن کے چیئرمین جیکیوئس ریبر (Jacques Reber) نے کہا ہے کہ پلانٹ اکتوبر 2017 میں مکمل ہوجائے گا اور مالٹ کی پیداوار کرے گا جو فلحال سنگاپور سے درآمد کیا جاتا ہے۔ نیسلے کے فلپائین میں پہلے ہی پانچ پلانٹ کام کررہے ہیں جن پر 14 بلین پیسوز سرمایہ کاری کی گئی ہے۔
(بزنس ریکارڈر، 3 اگست، صفحہ 11)

26 جون: ایک خبر کے مطابق عالمی غذائی کمپنی نیسلے نے افریقہ کے 300,000 نوجوانوں کو روزگار کے لیے تربیت فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ افریقہ میں تقریباً 1.2 بلین آبادی ہے جن میں سے 70 فیصد

آبادی 30 سال یا اس سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ نیسلے کمپنی آئیوری کوسٹ سے کوکوا کی سب سے بڑی خریدار ہے جسے افریقہ میں بچوں سے مشقت لے کر منافع کمانے پر تنقید کا سامنا ہے۔ (بزنس ریکاڈر، 27 جون، صفحہ 11)

- مونسانٹو

19 جولائی: امریکی زرعی کمپنی مونسانٹو نے کہا ہے کہ جرمنی کی کمپنی بائیر کی مونسانٹو خریدنے کے لیے بڑھائی گئی بولی ناکافی ہے لیکن مونسانٹو نے مزید بات چیت کے لیے اپنے دروازے کھلے رکھے ہیں۔ بائیر نے 122 ڈالر فی حصص سے بولی بڑھا کر 125 ڈالر فی حصص کردی تھی۔ (ڈان، 20 جولائی، صفحہ 11)

19 مئی: جرمنی کی کیمیائی کمپنی بائیر نے امریکی دیوہیکل بیج کمپنی مونسانٹو کو خریدنے کی پیشکش کی ہے۔ مونسانٹو نے اس خبر کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ کمپنی کا بورڈ اس پیشکش پر غور کررہا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 19 مئی، صفحہ 11)

24 مئی: امریکی بیج کمپنی مونسانٹو نے بائیر کی جانب سے مونسانٹو کو خریدنے کے لیے بائیر کی 62 بلین ڈالر کی پیشکش مسترد کردی ہے۔ مونسانٹو کا کہنا ہے کہ وہ دونوں کمپنیوں کے انظمام کے لیے مزید بات چیت کے لیے پرعزم ہے۔ (ڈان، 25 مئی، صفحہ 11)

25 اگست: امریکی بیج کمپنی مونسانٹو نے بھارت میں کپاس کے نئے جینیاتی بیج کی منظوری کے لیے دی جانے والی درخواست احتجاجاً واپس لے لی ہے۔ مونسانٹو نے بھارت مین اپنے شراکت دار کو ایک خط کے زریعے حکومت کی اس تجویز کی بھرپور مذمت کی ہے جس میں کہا گیا تھا کہ مونسانٹو اپنی ٹیکنالوجی کا مقامی بیج کمپنیوں سے تبادلہ کرے۔ کمپنی اور بھارتی حکومت کے درمیان رائلٹی پر تنازعہ جاری ہے۔ مونسانٹو کا درخواست واپس لینے کا فیصلہ اس کی نئی جینیاتی کپاس بولگارڈ II کو متعارف کرنے میں مشکلات کا باعث

ہوسکتا ہے۔ گزشتہ سال بھارت میں مونسانٹو کے 41 ملین سے زیادہ جینیاتی بیج کے پیکٹ فروخت ہوئے ہیں جس سے کمپنی نے رائلٹی کی مد میں 97 ملین ڈالر کمائے۔ (ڈان، 26 اگست، صفحہ 12)

VII۔ ماحول

پانی

- آلودگی

5 جون: سائنسدانوں نے پہلی مرتبہ سمندر میں مچھلیوں کی جسامت اور ان کے رویوں پر پلاسٹک کی آلودگی کے اثرات کو واضح کیا ہے۔ محققین کے مطابق لیبارٹری تجربات ظاہر کرتے ہیں کہ مائیکرو پلاسٹک کے ذرات مچھلی کے انڈوں کی افزائش میں کمی اور ان کی اموات کی شرح میں اضافے کررہے ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق سمندر میں پلاسٹک کی آلودگی کے سبب انڈوں (لاروا) کے علاوہ دیگر اقسام پر بھی منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ (بزنس رکارڈر، 6 جون، صفحہ 11)

3 جولائی: ایک خبر کے مطابق بھارت میں 130 ملین افراد ان علاقوں میں رہتے ہیں جہاں زیر زمین پانی سنکھیا (آرسینک، نائٹریٹ) سے آلودہ ہو چکا ہے۔ مودی حکومت آبی وسائل کے تحفظ کے لیے اربوں روپے خرچ کررہی ہے لیکن دہلی کی سائنس و ماحولیات کی محقق ششمیتا سنگھ گپتا نے خبردار کیا ہے کہ اگر ایک بار زیر زمین پانی کے ذخائر آلودہ ہوجائیں تو اسے صاف کرنے کا کوئی زریعہ نہیں ہے۔ ان ذخائر کا ایک بار زہر آلود ہونے کا مطلب ان ذخائر سے ہمیشہ کے لیے محروم ہونا ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 4 جولائی، صفحہ 13)

فضا

- آلودگی

10 جولائی: ماحول دوست توانائی کو فروغ دینے والے چار مختلف اداروں ہیلتھ اینڈ انوائرمنٹ الائنس، ڈبلیو ڈبلیو ایف، کلائمٹ ایکشن نیٹ ورک اور سینڈ بیگ (Health and Environment Alliance, WWF, Climate Action Network Europe, Sandbag) کے محققین کی جانب سے مرتب کردہ رپورٹ کے مطابق یورپی یونین میں کوئلے سے چلنے والے بجلی گھروں سے اڑنے والی گرد کی وجہ سے ہر سال 23,000 اموات ہوتی ہیں۔ یورپی یونین میں عالمی ادارہ صحت کے نمائندے روبرٹو برٹولینی (Roberto Bertollini) نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں فضائی آلودگی سے لاکھوں افراد ہلاک ہوجاتے ہیں۔
(بزنس رکارڈر، 11 جولائی، صفحہ 15)

VIII۔ موسمی تبدیلی

13 مئی: ایک تحقیق کے مطابق موسمی تبدیلی کے نتیجے میں موسم سرما میں ہجرت کرنے والے پرندوں کی تعداد میں کمی آرہی ہے۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ کس طرح موسمی تبدیلی ماحول پر اثر انداز ہورہی ہے۔ گذشتہ 30 سالوں سے جو پرندے پولینڈ پہنچ رہے تھے ان کی تعداد میں 1985 کے مقابلے 15 فیصد کی کمی آئی ہے۔ آرٹک موسمی تبدیلی کی وجہ سے جلدی گرم ہو رہا ہے اور برف 1985 کی نسبت دو ہفتے پہلے پگھل رہی ہے۔ (انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 14 مئی، صفحہ 6)

19 مئی: امریکی ریاست کیلی فورنیا میں بارشوں کے بعد پانی کے ذخائر میں اضافہ ہوا ہے جس کے بعد پانی کے تحفظ کے لیے عائد کی گئی ہنگامی حالت میں نرمی کردی گئی ہے۔ ریاست میں آبی وسائل سے متعلق اختیار رکھنے والے بورڈ نے پانی کے بچاؤ کے لیے عائد کی گئی سخت پابندیاں ختم کردی ہیں جبکہ کچھ خشک علاقوں میں یہ پابندیاں فلحال برقرار رہیں گی۔ حکام کے مطابق ہنگامی حالت کے نفاذ سے ایک سال میں

1.3 ملین ایکڑ فٹ پانی بچایا گیا۔ (ڈان، 20 مئی، صفحہ 15)

24 جولائی: بھارتی محکمہ موسمیات کے مطابق ملک میں اگست کے شروع میں ایل نینو کا موسمی نظام ختم ہونے اور لا نینا کے واقع ہونے کے امکانات ہیں۔ چار ماہ پر مشتمل مون سون کا موسم اس وقت اپنے وسط میں ہے اور بھرپور بارشوں کے بعد کسانوں کو دو سالوں سے جاری خشک سالی کے بعد پیداوار میں اضافے کی امید ہے۔ بھارت میں اس سال معمول سے زیادہ بارشوں کی پیشنگوئی کی گئی ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 25 جوالائی، صفحہ 13)

عالمی حدت

20 مئی: بھارتی محکمہ موسمیات کے ڈائریکٹر بی پی یادو کے مطابق بھارتی شہر پھلوڈی (Phalodi) میں درجہ حرارت 51 ڈگری سیلسیس تک جا پہنچا جس کے بعد گزشتہ 60 سالہ گرمی کا ریکارڈ ٹوٹ گیا۔ بھارت میں ہر سال گرمی کی شدت سے ہزاروں اموات ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال بھی شدید گرمی کی لہر سے 2,400 افراد جاں بحق ہوگئے تھے۔ اس سال بھی محکمہ موسمیات نے شدید گرمی کی لہر سے خبردار کیا ہے۔ بھارت کی مختلف ریاستوں میں شدید گرمی اور خشک سالی سے 330 ملین آبادی پانی کی شدید کمی سے متاثر ہورہی ہے۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 14)

21 جولائی: اقوام متحدہ کے ادارے ورلڈ میٹرولوجیکل آرگنائیزیشن (WMO) کے مطابق دنیا تاریخ کے گرم ترین سال کی طرف گامزن ہے اور کاربن کا اخراج نئی بلندی پر ہے جس سے عالمی حدت میں اضافہ ہورہا ہے۔ سال 2016 کے ابتدائی چھ ماہ کا اوسط درجہ حرارت انیسویں صدی کے آخر میں صنعتی انقلاب سے پہلے کے مقابلے 1.3 ڈگری سیلسیس زیادہ تھا۔ ادارے کا کہنا ہے کہ جون لگاتار چودھواں مہینہ ہے جس میں سمندر اور زمین پر ریکارڈ گرمی درج کی گئی ہے۔ (ڈان، 22 جولائی، صفحہ 14)

28 جولائی: اقوام متحدہ نے گرمی کی لہر سے ہونے والی ہلاکتوں میں کمی کے لیے اقدامات کرنے پر زور دیا ہے۔ اقوام متحدہ کی جانب سے یہ انتباہ WMO (ڈبلیو ایم او) کے اعلان کے بعد جاری کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ اس سال کے ابتدائی چھ ماہ درجہ حرارت میں اضافے کے حوالے سے اپنی انتہا پر ہیں۔ کویت میں درجہ حرارت گزشتہ ہفتے 54 ڈگری سیلسیس تک جا پہنچا۔ 2005 سے 2014 تک اوسطاً ہر سال گرمی کی لہر کے 25 واقعات ریکارڈ کیے گئے جس کے نتیجے میں سالانہ اوسطاً 7,232 ہلاکتیں ہوئیں۔ 2015 تاریخ کا گرم ترین سال ریکارڈ کیا گیا جس میں گرمی کی لہر سے فرانس میں 3,275، بھارت میں 2,248 اور پاکستان میں 1,229 افراد ہلاک ہوئے۔ (ڈان، 29 جولائی، صفحہ 14)

خشک سالی

8 مئی: اتھوپیا میں شدید خشک سالی کے بعد بلاآخر بارش ہوئی۔ بارش کے نتیجے میں آنے والے سیلاب سے خشک سالی سے متاثرہ افراد کے لیے خوراک لے جانے والے امدادی ٹرک مشرقی ایتھوپیا میں پھنس گئے ہیں جس سے متاثرین کو خوراک کی فراہمی میں مشکلات بڑھ گئی ہیں۔ اقوام متحدہ کے مطابق ایک سال سے جاری خشک سالی کے سبب ایتھوپیا کے 10.2 ملین افراد سخت حالات کا شکار ہیں جنہیں زندہ رہنے کے لیے خوراک کی اشد ضرورت ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 9 مئی، صفحہ 22)

11 مئی: بھارتی سپریم کورٹ نے سرکاری اداروں پر بدترین خشک سالی سے نمٹنے کے لیے اقدامات نہ کرنے پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ کچھ ریاستوں کا طرز عمل ''شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دبا لینے جیسا ہے''۔ بھارت کی 29 میں سے 13 ریاستوں بشمول ہریانہ، بہار، گجرات، مہاراشٹرا، اڑیسہ، اترپردیش، کرناٹکہ میں 330 ملین افراد پانی کی کمی کا شکار ہیں۔ (ڈان، 12 مئی، صفحہ 15)

18 جون: ایک مضمون کے مطابق بھارت کی تقریباً 330 ملین یعنی ایک چوتھائی آبادی خشک سالی کا شکار

ہے۔مغربی ریاستوں میں آدھی سے زیادہ آبادی دیہی معیشت پر انحصار کرتی ہے جو خشک سالی کے اثرات سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔گزشتہ سال فصل کی تباہی پر اوسطا روزانہ نو کسانوں نے خودکشی، کی مزید یہ کہ کسان دیہات سے شہروں میں نقل مکانی کرکے تعمیراتی اور گھریلو مزدور طبقے میں شامل ہونے پر مجبور ہورہے ہیں۔ (سونیا فیلیرو، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 18 جون، صفحہ 8)

18 جون: اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری جنرل بان کی مون نے کہا ہے کہ زمین کی زرخیزی اور معیار میں کمی، پانی کے غیر پائیدار استعمال، حیاتیاتی تنوع کو ہونے والے نقصان اور خشک سالی کی وجہ سے 800 ملین افراد غذائی کمی کے شکار ہیں۔آبادیوں کو موسمی تبدیلی سے ہم آہنگ ہونے میں مدد دینے کے لیے طویل مدتی حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔اگلے 25 سالوں میں زرعی زمین کی قدرتی افادیت میں کمی (ڈی گریڈیشن) عالمی غذائی پیداوار میں 12 فیصد تک کمی کرسکتی ہے جس سے خوراک کی عالمی قیمت میں 30 فیصد اضافہ ہوسکتا ہے۔ (ڈان، 19 جون، صفحہ 14)

جنگلی آگ

17 مئی: فورٹ مک مرے، کینڈا میں جنگل میں لگنے والی آگ کی تباہ کاریاں جاری ہیں۔حکام نے شہر کی مزید آبادیوں کو خالی کرنے کے احکامات دیے ہیں۔تقریبا 8,000 افراد دھویں اور آگ سے بچاؤ کے لیے 20 کیمپوں اور دیگر مقامات پر رہنے پر مجبور ہیں۔تقریبا 100,000 رہائشی اور تیل کے کنوؤں پر کام کرنے والے افراد کو دو ہفتے پہلے ہی شہر اور اس کے مضافات سے نکالا جاچکا ہے۔ (ڈان، 18 مئی، صفحہ 15)

24 جون: وسطی کیلی فورنیا، امریکہ میں جنگل میں لگی آگ تیزی سے پھیلنے سے تقریبا 80 عمارتیں تباہ ہوچکی ہیں جبکہ مزید 1,500 عمارتوں کی تباہی کا خدشہ ہے۔آگ لاس این جیلس سے تین گھنٹے کی مسافت پر تقریباً 5,000 ایکڑ پر پھیلی تھی۔انتظامیہ نے متعدد راستے بند کرکے دو اسکول اور علاقے میں

موجود معمر افراد کی رہائش گاہ (اولڈ ہومز) کو خالی کروالیا ہے۔ امریکی ریاست کیلی فورنیا گزشتہ پانچ سالوں سے خشک سالی کی لپیٹ میں ہے جہاں جنگلات میں معمولی چنگاری سے بھی آگ لگنے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ (ڈان، 25 جون، صفحہ 14)

IX۔ غربت اور غذائی کمی

غربت

10 جون: دنیا کی سب سے بڑی سافٹ ویئر کمپنی کے ارب پتی بانی بل گیٹس کا کہنا ہے کہ غربت کم کرنے کے لیے کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کی نہیں بلکہ مرغیوں کی ضرورت ہے۔ ان کا فلاحی ادارہ بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاونڈیشن (Bill & Melinda Gates Foundation) عالمی ترقیاتی گروپ ہائفر انٹرنیشنل کی شراکت داری سے افریقہ میں یومیہ دو ڈالر سے کم آمدنی والے خاندانوں کے لیے 100,000 مرغیاں عطیہ کررہا ہے جس کا مقصد دیہی علاقوں میں مرغیوں کی افزائش کرنے والے خاندانوں کی تعداد میں 30 فیصد اضافہ کرنا ہے تاکہ عورتیں خود مختار ہوں اور انڈوں اور مرغیوں کے استعمال سے خاندان کی غذائیت میں بھی اضافہ ہو۔ (بزنس ریکارڈر، 11 جون، صفحہ 15)

21 جون: ایک مضمون کے مطابق وینزویلا میں اقتصادی بحران کی وجہ سے خوراک کی کمی اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ لوگ لوٹ مار پر اتر آئے ہیں۔ صرف گزشتہ دو ہفتوں میں خوراک کی کمی کی وجہ سے 50 سے زائد فسادات ہو چکے ہیں۔ سائمن بولیور یونیورسٹی (Simon Bilovar) کی تحقیق کے مطابق تقریبا 87 فیصد شہریوں کا کہنا ہے کہ ان کے پاس خوراک خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ (نکولس کاسے، انٹرنیشنل نیویارک ٹائمز، 21 جون، صفحہ 1)

22 جون: عالمی مالیاتی ادارے (IMF) نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ ملک میں غربت اور بڑھتی ہوئی

طبقاتی تفریق پر توجہ دے جو امریکہ کی اقتصادی صلاحیت پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ 46.7 ملین امریکیوں میں سے یعنی ہر سات میں سے ایک غربت کی زندگی گزار رہا ہے جن میں 20 فیصد بچے شامل ہیں۔ (ڈان، 23 جون، صفحہ 11)

X۔ قدرتی بحران

سیلاب

16 مئی: سری لنکا میں سیلاب اور مٹی کے تودے گرنے سے آٹھ افراد جاں بحق اور ہزاروں لوگ بے گھر ہوگئے ہیں۔ حکومت نے متاثرہ لوگوں کو بچانے کے لیے فوج طلب کرلی ہے۔ ہنگامی امدادی ادارے کے ترجمان کے مطابق تقریباً 5,000 خاندانوں کو سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے محفوظ مقامات پر منتقل کردیا گیا ہے۔ (ڈان، 17 مئی، صفحہ 15)

18 مئی: سری لنکا میں سیلاب سے جاں بحق ہونے والے افراد کی تعداد 27 ہوگئی ہے جبکہ 223,687 افراد بے گھر ہوگئے ہیں۔ (ڈان، 19 مئی، صفحہ 16)

20 مئی: سری لنکا کے ڈیزاسٹر مینجمنٹ سینٹر کے مطابق سیلاب سے ہونی والی اموات 64 ہوگئی ہیں اور 134 افراد اب تک لاپتہ ہیں۔ سیلاب سے 100,000 خاندانوں کے 400,000 سے زائد افراد متاثر ہوئے ہیں۔ (ڈان، 21 مئی، صفحہ 14)

21 مئی: سمندری طوفان روآنو (Roanu) نے جنوبی بنگلادیش کے ساحلی علاقے میں تباہی مچادی۔ شدید بارشوں، سیلاب اور مٹی کے تودے گرنے سے 20 افراد ہلاک اور لاکھوں افراد نقل مکانی کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ متعلقہ محکمے کے مطابق طوفان سے ہزاروں گھر تباہ ہوگئے ہیں۔ حکام نے 500,000

افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا ہے۔ (دی ایکسپریس ٹریبیون، 22 مئی، صفحہ 8)

19 جون: انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا میں سیلاب اور مٹی کے تودے گرنے سے تقریباً 35 افراد ہلاک اور متعدد لاپتہ ہوگئے ہیں۔ درجنوں گھر تودے گرنے کی وجہ سے مٹی کے نیچے دب گئے ہیں اور 16 اضلاع میں ہزاروں گھر پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ (ڈان، 20 جون، صفحہ 13)

23 جون: چین کے مشرقی صوبے جیانگ سو (Jiangsu) میں شدید بارش اور طوفان سے 51 افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے ہیں۔ اس ہفتے چین کے کئی علاقے شدید بارشوں سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں جہاں مون سون بارشیں معمول سے زیادہ ہورہی ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 24 جون، صفحہ 6)

14 اگست: سوڈان میں تیز بارشوں اور سیلاب سے 100 افراد جاں بحق ہوگئے ہیں۔ سوڈان کے علاقے کسالہ میں 8,000 گھر تباہ اور کئی دیہات زیر آب آگئے ہیں۔ دیہات میں رہنے والی اکثر آبادی کسانوں کی ہے جو سیلاب میں خوراک اور مویشی بہہ جانے کے بعد نقل مکانی کرنے پر مجبور ہیں۔ (بزنس ریکارڈر، 15 اگست، صفحہ 6)

زلزلہ

16 مئی: جاپان کے شہر ٹوکیو سمیت کئی علاقوں میں 5.4 میگنی ٹیوڈ کا زلزلہ محسوس کیا گیا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق زلزلے سے کسی بھی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔ زلزلے کا مرکز ٹوکیو سے 41 کلومیٹر شمال مشرق میں تھا۔ جاپانی حکام کے مطابق زلزلے سے سونامی کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (بزنس ریکارڈر، 17 مئی، صفحہ 6)

روٹس فار ایکوٹی کا تعارف

روٹس فار ایکوٹی ناانصافیوں کی شکار پسماندہ دیہی اور شہری آبادیوں کے ساتھ کام کرتی ہے جن میں چھوٹے اور بے زمین کسان، عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ پاکستان کی معاشی و سماجی ترقی حقیقی جمہوریت کے بغیر ممکن نہیں اور یہ تبدیلی آبادیوں کے متحرک ہوئے بغیر ناممکن ہے۔ یقیناً سماجی شعور اور سیاسی طور پر بیدار آبادیاں ہی اپنے لیے انصاف حاصل کرسکتی ہیں۔ روٹس فار ایکوٹی اس اصول پر سختی سے قائم ہے کہ وہ آبادیوں کے ساتھ مل کر سماجی، سیاسی، معاشی و ماحولیاتی انصاف کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالے گی۔

ہمارا عزم

آبادیوں کو سماجی، سیاسی و معاشی اور ماحولیاتی انصاف کے حصول کے لیے مستحکم کرنا۔

ہماری منزل

ایک حقیقی جمہوری معاشرہ جو عوام کے استحصال، جبر اور ناانصافیوں سے مبرا ہو۔